ایک تھی علیزہ ایک تھا شہزاد
نگہت سیما

دونوں میں ذرا بھی تو مناسبت نہ تھی پھر بھی شہزادے نے علیزہ سے

محبت کی اور علیزہ نے........ ہاں شاید علیزہ نے بھی.......نہیں بلکہ

یقیناً علیزہ نے بھی شہزادے سے محبت کی۔ اگر وہ اس سے محبت نہ کرتی تو

پھر بھلا شہزاد.........اور شہزاد تو........

لیکن نہیں، ٹھہریئے میں آپ کو شروع سے بتاتی ہوں پھر میرے پاس

اور مصروفیت بھی کیا ہے بس سارا دن بیٹھ کر شہزاد اور علیزہ کی کہانی کو

دہرانا اور پھر دونوں کو یاد کر کے آنسو بہانا، نہیں دونوں کو نہیں صرف

شہزاد کو بھلا علیزہ کو میں کیوں یاد کر کے روؤں گی؟ علیزہ تو ہمیشہ

میرے لئے ایک معمولی سی عام سی لڑکی رہی جس کو تنگ کر کے میں

انجوائے کرتی تھی اور جس کو پہلی بار عجیب وغریب حلیے میں دیکھ کر بے

ساختہ میری ہنسی چھوٹ گئی تھی میں اس وقت ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی تھی

جب ماما کے ساتھ وہ ڈری سہمی لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔ بڑی سی

پھول دار چادر میں لپٹی ہوئی پتلی سی لمبی ناک، سانولہ رنگ، بڑی بڑی حیران آنکھوں میں خوف سا تھا پاؤں میں پلاسٹک کے چپل لمبی سی قمیض گھٹنوں سے نیچے تک جس کے ایک کونے میں گانٹھ لگی ہوئی وہ شکل سے اتنی ہونق لگ رہی تھی کہ مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی اور میں تو ہمیشہ ہی اس پر ہنستی رہی ہوں اس بات سے بے خبر کہ کسی روز وہ میری ساری ہنسی چھین کر لے جائے گی

ماما نے نظروں ہی نظروں میں مجھے تنبیہہ کی اور پھر مڑ کر اسے دیکھا تھا وہ دروازے کے پاس گھبرائی گھبرائی سی کھڑی تھی اور کرسٹل کے شو پیس کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا چیز ہے ماما؟ میں نے انگریزی میں پوچھا۔

ماما نے مجھے گھورا۔ یہ علیزہ ہے۔

کون علیزہ؟ میں نے حیرت سے سوچا میں نے اس سے پہلے تو اس کا

نام کبھی نہیں سنا تھا اور پھر میرے خیال میں تو اس کا نام پھاتاں

، خیراں ، نوراں ٹائپ ہونا چاہیے تھا سچ تو یہ ہے کہ اس کی شخصیت پر یہ

نام بالکل نہیں جچ رہا تھا۔

آؤ علیزہ رک کیوں گئی ہو ، بہن سے ملو یہ ہنی ہے میری بیٹی..........

ویسے اس کا نام بازغہ علی ہے لیکن ہم پیار سے اسے ہنی کہتے ہیں۔

وہ ایک قدم آگے بڑھی..........اسلام علیکم۔ اس نے مصافحے کے

لئے ہاتھ بڑھایا لیکن میں نے اس کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو یکسر نظر

انداز کر کے ماما کی طرف دیکھا مجھے ماما کا بہن کہنا اچھا نہیں لگا بھلا یہ

میلی ملگجی لڑکی اور میری بہن؟

یہ کون ہے ماما! اس سے پہلے تو کبھی اس نے یہ نام نہیں لیا؟

یہ سبحان بھائی کی لڑکی ہے تمہارے ماموں کی بیٹی۔

ماما کا لہجہ مجھے کچھ کمزور سا لگا جیسے وہ علیزہ کو اپنے بھائی کی لڑکی کہتے

ہوئے شرمندہ سی ہو رہی ہوں میں نے ایک نظر علیزہ پر ڈالی اس نے

اپنا بڑھا ہوا ہاتھ پیچھے کر لیا تھا اور اس کی پیشانی پر پسینے کے ننھے

قطرے صاف دکھائی دے رہے تھے حالانکہ موسم خاصا خوشگوار تھا۔

میں سبحان ماموں کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتی تھی اور نہ ہی کبھی میں

نے انہیں دیکھا تھا ماما نے ہی ایک دو بار سرسری سا ذکر کیا تھا کہ ان

کے ایک بھائی سبحان کوئی سولہ سترہ سال پہلے اچانک ہی بیوی کی

وفات کے بعد کہیں چلے گئے تھے محبت کی شادی کی تھی بیوی کی موت

کا صدمہ سہہ نہ سکے اور ملک چھوڑ دیا لیکن اس سے پہلے انہوں نے

کبھی ان کی کسی بیٹی کا ذکر نہیں کیا تھا اب نہ جانے یہ ایک عدد بیٹی

انہوں نے کہاں سے برآمد کر لی تھی۔

فرحان ماموں البتہ اسٹیٹس جانے سے پہلے بہت آیا کرتے تھے لیکن

چونکہ انہوں نے ایک گرین کارڈ ہولڈر لڑکی سے شادی کر رکھی تھی جس

کے باپ کے نیویارک اور واشنگٹن میں اپنے اسٹورز تھے اور وہ اس

کی تنہا وارث تھی اس لئے وہ گھر وغیرہ نوکروں کے حوالے کر کے

وہاں پر سیٹل ہو گئے تھے ماما کبھی کبھار جا کر گھر کی خبر لے لیتیں بلکہ دو

تین سال سے تو انہوں نے نچلا حصہ کرائے پر چڑھا دیا تھا ایک بار

فرحان ماموں نے لکھا تھا کہ گھر فروخت کر دیں لیکن ماما نے جواب دیا

تھا کہ کیسے فروخت کر دوں وہ صرف تمہارا تو نہیں سبحان کا بھی ہے

یوں گھر کرائے پر چڑھا دیا گیا تھا۔

تو کیا اب علیزہ وہاں رہے گی اکیلی، فرحان ماموں کے گھر؟

نہیں بھلا وہاں کیسے رہے گی اکیلی۔ یہاں رہے گی ہمارے پاس بلکہ

تمہارے بیڈروم میں۔

نہیں ہرگز نہیں۔ میں اس مخلوق کو اپنے کمرے میں برداشت نہیں کر

سکتی۔

اوکے ریلیکس ہنی! ماما نے میرے پاس بیٹھتے ہوئے میرا ہاتھ سہلایا

میں اصغر سے کہتی ہوں اس کے لئے الگ کمرہ سیٹ کر دے۔

لیکن آپ اسے کہاں سے اٹھا کر لائی ہیں۔ یہ سن کر کہ اسے مستقل

یہاں رہنا ہے اس سے میری ساری دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔

دراصل اپنی ممی کی وفات کے بعد یہ اپنی نانی کے پاس تھی بورے والا،

گاؤں میں لیکن پچھلے دنوں اس کی نانی کا انتقال ہو گیا تو ظاہر ہے

میرے علاوہ یہاں اس کا کوئی اور قریبی رشتہ دار تو تھا نہیں سو مجھے اس

کی نانی کے ایک عزیز نے اطلاع دی تو میں جا کر لے آئی۔

لگتا تھا جیسے ماما پر کوئی نیکی کرنے کی دھن سوار ہو گئی تھی ورنہ مجھے یاد تھا

ایک بار ماما نے بتایا تھا کہ انہیں سبحان ماموں کی دلہن قطعی پسند نہ تھی

اور نہ ہی سبحان ماموں کی شادی کے بعد انہوں نے اس سے کوئی رابطہ

رکھا تھا۔

غریب گھرانے کی لڑکی تھی بیوہ ماں ایک مڈل سکول میں ٹیچر تھی جانے

سبحان کو کہاں ٹکرا گئی تھی اور سبحان نے بھی ان کی اور نا کی مخالفت کے

باوجود یہ شادی کرلی تھی ہمارے خاندان کا کوئی فرد اس شادی میں

شریک نہیں ہوا تھا ماما نے ناک چڑھا کر کہا تھا۔

وہ ضرور بہت خوبصورت رہی ہوں گی میں نے اشتیاق سے کہا تھا

لیکن ماما نے میرے خیاالات کی تردید کر دی۔

ہرگز نہیں۔سوکھی سڑی چمرخ سی تو تھی بس پورے چہرے پر آنکھیں

ہی آنکھیں دکھتی تھیں نہ جانے سبحان کو کیا نظر آیا تھا اس میں۔

ماما کی بات یاد آتے ہی میں نے ذرا سا رخ موڑ کر اسے دیکھا وہ ابھی

تک وہیں کھڑی تھی۔

ضرور سبحان ماموں کی بیوی بھی ایسی ہی ہوگی دبلی پتلی، سانولی سی اور

چہرے پر صرف آنکھیں ہی آنکھیں۔

علیزہ بیٹا! ادھر آ کر بیٹھ جاؤ کھڑی کیوں ہو؟

ماما کے لہجے کی یہ نرمی میرے لئے اجنبی تھی ماما اپنے سے کمتر حیثیت کے لوگوں سے اس لہجے میں کبھی بات نہ کرتی تھیں شاید خون کی محبت نے جوش مارا ہے میں نے سوچا ماما کے کہنے پر اس نے نظریں اٹھائیں اس کی سیاہ آنکھوں میں نمی تھی شاید نانی کے ذکر پر اسے نانی کی یاد آ گئی ہو۔

ماما نے اسے اشارہ کیا تو وہ سکڑ سمٹ کر وہیں پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔

بیٹا! تم ہنی سے باتیں کرو میں تمہارا کمرہ تیار کروا لوں پھر کمرے میں آ کر ریسٹ کر لینا۔

جی! اس نے سر ہلا دیا۔

تمہارا سامان تمہارے کمرے میں ہی رکھوا دوں گی۔

جی اچھا۔ اس نے پھر سر ہلا دیا اور ماما نظروں ہی نظروں میں مجھے اس

سے اچھی طرح پیش آنے کا کہتے ہوئے باہر نکل گئیں تو میں ایک بار پھر اسے دلچسپی سے دیکھنے لگی اب وہ نظریں نیچی کیے کارپٹ کو گھور رہی تھی یا پاؤں کے انگوٹھے کو میں اندازہ نہ کر سکی۔

اے سنو۔ میں نے دونوں پاؤں صوفے پر رکھے ہوئے اسے پکارا تو وہ چونک کر چھت کی طرف دیکھنے لگی اور پھر وہاں لٹکے فانوس کو دیکھ کر اس کا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا اور میں نے دیکھا اس کے دانت بہت خوبصورت تھے ایک دم سفید اور بہت ہموار ساتھ ساتھ یوں جیسے مکئی کے بھٹے پر مکئی کے دانے اور میرے دانت کیسے ٹیڑھے میڑھے تھے وہ تو مشہور ڈینٹل سرجن ڈاکٹر صبا نے جو مجھے بریسز لگائے تھے ان سے ان کا ٹیڑھا پن ختم ہوا تھا سال بھر سے زیادہ عرصہ تک لگانے پڑے تھے تب میں سکول میں پڑھتی تھی۔

میں ادھر ہوں تمہارے سامنے چھت پہ نہیں لٹکی ہوئی۔ مجھے ہنسی آ گئی۔

اس نے سٹپٹا کر سر نیچے کر لیا۔

یہ اتنے زیادہ بلب۔؟

اسے فانوس کہتے ہیں۔

لیکن اتنی زیادہ بجلی کا زیاں۔ ہمارے ملک میں تو پہلے ہی بجلی کم ہوتی ہے اتنی تو لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔

اس کی شکل وصورت سے قطع نظر اس کی آواز بہت خوبصورت تھی اور پھر لہجہ بھی خالص دیہاتی تھا۔

تمہاری اردو اچھی ہے۔

میں نے اس کی تعریف کی میرا مطلب تھا کہ اسے اردو بولنا آتا ہے ورنہ دیہات سے آنے والے تو اول تو اردو نہیں بولتے اور اگر بولیں بھی تو پنجابی ملی اردو، پنجابی لہجے میں بولتے ہیں وہ میری تعریف پر خوش ہوگئی اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

نانی نے اردو مجھے خود پڑھائی تھی ان کی اردو بہت اچھی تھی اور اگر میں املا میں ذرا بھی غلطی کرتی تو سزا دیتی تھیں۔

اپنی نانی کی بات کرتے ہوئے اس کے سانولے چہرے پر ہلکی ہلکی سرخی آ گئی تھی اور سیاہ آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔

اور ہاں یاد آیا، ابھی ماما نے بتایا تو ہے کہ تمہاری نانی ٹیچر تھیں۔

جی وہ ادھر گاؤں کے ہی مڈل سکول میں پڑھاتی تھیں۔

اب وہ قدرے کھل کر باتیں کرنے لگی تھی لیکن باتیں کرتے ہوئے وہ ادھر اُدھر حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

بے چاری لڑکی۔ میں نے دل ہی دل میں کہا اور اس سے پوچھا۔

تو تم نے بھی مڈل تک پڑھا ہے۔

نہیں تو میں نے.........

ارے تم نے مڈل تک بھی نہیں پڑھا۔ اچھی تھیں تمہاری نانی خود تو

استانی تھیں اور تمہیں پڑھایا نہیں میں نے اس کی بات کاٹ کر تیزی

سے کہا۔

نہیں تو نانی نے تو............ اس کی پیشانی پر ناگواری سے شکنیں

پڑ گئیں جیسے اپنی نانی پر میرا تبصرہ اسے پسند نہ آیا ہو۔

مجھے پڑھایا ہے وہ بے چاری تو میرے لئے خوار ہوتی رہیں میں نے

قصبے کے سکول سے میٹرک اور پھر انٹر کیا اور نانی گاؤں چھوڑ کر قصبے

میں رہیں میرے ساتھ وہاں تو بس انٹر تک کالج تھا لڑکیوں کا انٹر کا

امتحان دے کر ہم واپس گاؤں آ گئے تھے نانی کہتی تھیں نتیجہ نکل آئے تو

وہ مجھے لاہور ہوسٹل میں داخل کروا دیں گی لیکن پھر نانی بیمار ہو گئیں اور

پورا سال بھر چارپائی پر رہیں۔

اس نے ایک ہی سانس میں اتنی لمبی بات کر ڈالی تھی گو مجھے اس کا

ایف اے پاس ہونا سن کر حیرت ہوئی تھی لیکن میں نے اپنی حیرت

چھپالی تھی۔

یعنی تم نری جاہل نہیں ہو، میں نے تبصرہ کیا لیکن اب کے اس نے میری بات کا جواب نہیں دیا اور ایک بار پھر قالین کے پھولوں کو دیکھنے لگی تھی۔

میں نے بی ایس سی کا امتحان دے رکھا ہے اور چند روز میں رزلٹ آنے والا ہے میں نے خود ہی اسے بتایا۔

اچھا.........مجھے بھی بہت شوق تھا سائنس پڑھنے کا لیکن ادھر اس کالج میں سائنس نہیں تھی۔

اچھا تو سائنس پڑھ کے کیا تم نے ایٹم بم بنانا تھا؟ میں ہنسی۔

نہیں وہ ڈاکٹر..........ڈاکٹر بننا چاہتی تھی میں۔

میں نے ایک طنزیہ نظر اس پر ڈالی۔

ڈاکٹر بننا آسان نہیں بہت محنت کرنا پڑتی ہے۔

محنت کا تو کوئی مسئلہ نہیں ......کر لیتی میں لیکن ....وہ منہ ہی منہ میں کچھ بد بدا کر چپ ہو گئی۔

خود میں نے کتنی محنت کی تھی ٹیوٹر گھر پڑھانے آتا تھا پھر بھی میرٹ میں چند نمبروں سے رہ گئی تھی مجھے ڈاکٹر بننے کا شوق نہ تھا بس یونہی اپنی فرینڈز کی دیکھا دیکھی میں نے بھی سوچا تھا ڈاکٹر بن جاؤں اور جب میڈیکل کالج ایڈمیشن نہیں ملا تو میں نے بی ایس سی میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔

میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی پپا اور ماما دونوں ہی بے حد چاہتے تھے مجھے اور میں ان کے بے حد لاڈلی بیٹی تھی تب ہی نذیر نازو کے ساتھ ٹی وی لاؤنج میں آیا نازو کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔

یہ علیزہ بی بی کے لئے ہے ناشتہ کر لیں بیگم صاحبہ نے کہا ہے۔

نہیں نہیں، مجھے بھوک نہیں ہے علیزہ نے فوراً کہا۔

وہ بیگم صاحبہ نے کہا ہے صبح جلدی میں آپ نے کچھ نہیں کھایا تھا اس لئے ضرور کچھ لے لیں کھانا کچھ دیر تک لگے گا۔

نازو نے ٹرے اس کے سامنے چھوٹی ٹیبل پر رکھ دی شاید ماما صبح بہت سویرے نکل گئی تھیں اسے لینے۔ مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ کب گئی تھیں وہ۔ یوں بھی میں فارغ تھی اور بارہ بجے سے پہلے سو کر نہیں اٹھتی تھی۔ شاید میری وجہ سے شرما رہی ہے میں نے سوچا اور کھڑی ہو گئی۔

تم کھالو کچھ، یہاں تو کھانا تین بجے تک لگے گا۔

میں ٹی وی لاؤنج سے باہر نکل آئی اور اپنے کمرے میں آ کر میں نے شہزاد کو فون کیا، شہزاد پپا کے دوست چاچا دل نواز کا بیٹا تھا اور میرا منگیتر بھی گو باقاعدہ منگنی نہیں ہوئی تھی لیکن چاچا اور پاپا کے درمیانی زبانی بات ہو چکی تھی چاچا دل نواز کی ملتان میں بہت بڑی زمینداری تھی لیکن کافی عرصہ سے وہ لوگ لاہور میں ہی مقیم تھے شروع میں تو

چاچا دل نواز اور پاپا پارٹنر تھے بعد میں دونوں نے اپنا اپنا بزنس الگ کر لیا تھا لیکن دوستی میں کوئی فرق نہ تھا چاچی اور چاچا دل نواز دونوں ہی مجھے بہت چاہتے تھے اور میرے بہت ناز اٹھاتے تھے۔

شہزاد کو میں نے ایک سال قبل پہلی بار دیکھا تھا جب وہ امریکہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے لوٹا تھا اس نے ایم بی اے امریکہ سے ہی کیا تھا اور مزید بھی نہ جانے کون کون سی ڈگریاں لی تھیں اس کی شخصیت میں بلا کی جاذبیت تھی وہ بچپن سے ہی گھر سے باہر رہا تھا پہلے مری میں پھر کچھ عرصہ لاہور میں تعلیم حاصل کی اور او لیول مکمل کرتے ہی چاچا نے اسے باہر بھجوا دیا تھا سو جب چاچا دل نواز نے لاہور میں مکمل رہائش اختیار کی تو وہ تعلیم کی غرض سے یورپ جا چکا تھا کچھ عرصہ تک اس نے اپنے ماموں کے پاس لندن میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی پھر وہاں سے ہی اسٹیٹس چلا گیا تھا لیکن اتنا عرصہ غیر ملک میں رہنے کے باوجود اس

کے اندر اپنی زمین سے محبت کا رنگ رچا ہوا تھا مجھے پہلی ہی نظر میں وہ اچھا لگا تھا وہ جو دل میں ایک خوف سا تھا کہ وہ بھی بعض امریکہ پلٹ لوگوں کی طرح کوئی عجوبہ ہوگا، اسے دیکھ کر اور اس سے باتیں کر کے وہ خوف ذہن سے نکل گیا تھا۔

چاچا دل نواز نے اس کے واپس آنے کی خوشی میں ڈنر دیا تھا اس روز میں نے سفید کاٹن کا سفید ہی کڑھائی والا شلوار قمیض کا سوٹ پہنا تھا جس پر کہیں کہیں سفید رنگ لگے ہوئے تھے اور کلف لگا دوپٹا اوڑھے میں ایک طرف کھڑی تھی کہ مجھے خود پر کسی کی نظروں کا احساس ہوا اور جب نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ کچھ فاصلے پر کھڑا مجھے ہی دیکھ رہا تھا مجھے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ میری طرف چلا آیا۔

ہیلو مس۔ کیا آپ کوئی اپسرا ہیں یا آسمان سے اتری حور؟

گو میں جانتی تھی کہ سفید لباس میری گوری رنگت پر خوب بجتا ہے پھر

بھی اس کی اس تعریف پر میں نے اپنے رخساروں کو گرم ہوتے
ہوئے محسوس کیا مجھے ماما اور چاچی کی خواہش کا علم تھا اسی لئے میں
قدرے اہتمام سے تیار ہوئی تھی گو انتخاب کا حق بہرحال میں رکھتی تھی
اور میں نے سوچ رکھا تھا کہ اگر شہزاد مجھے پسند نہ آیا تو میں صاف
صاف ماما سے کہہ دوں گی لیکن شہزاد میں تو ناپسند کرنے والی کوئی
بات ہی نہ تھی الٹا اس سے مل کر اس کی رفاقت کی خواہش پیدا ہوتی
تھی میں نے دل ہی دل میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ذرا کی ذرا پلکیں
اٹھائیں اور پھر جھکا لیں۔ وہ بہت دلچسپی سے میرے چہرے پر نظریں
جمائے کھڑا تھا۔
تھینکس! میں نے آہستگی سے کہا۔
مس! آپ کا نام پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں۔
بازغہ علی۔

بازغہ علی انکل علی حیدر کی بیٹی۔؟ میں نے یکا یک اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی پیدا ہوتے دیکھی یقیناً اسے بھی کچھ نہ کچھ سن گن تھی تب ہی تو.........میں سمجھ گئی تھی کہ میں منتخب کر لی گئی ہوں اور میرا اندازہ غلط بھی نہ تھا۔

اور پھر اس ایک سال کے دوران ہمارے درمیان بہت انڈر اسٹینڈنگ پیدا ہوگئی تھی۔ گو جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ کوئی باقاعدہ منگنی نہیں ہوئی تھی لیکن ایک شام جب چاچا دل نواز اور چاچی آئی ہوئی تھی تو چاچی نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتار کر میری انگلی میں پہنا کر گویا غیر رسمی طور پر منگنی کا اعلان کر دیا تھا اور اس شام شہزاد نے دیر تک مجھ سے باتیں کی تھیں اپنی دلچسپیاں، اپنے خیالات، ہر بات مجھ سے شیئر کی تھی اور میں نے بھی شہزاد کو اپنے متعلق بہت ساری چھوٹی چھوٹی باتیں بتائی تھیں شہزاد میری زندگی میں ملنے والی سب

سے بڑی خوشی تھی اور میں اپنی ہر بات اس سے شیئر کرتی تھی سو میں نے اسے علیزہ کی آمد کے متعلق بھی بتایا۔

شہری! آج ہمارے گھر ایک نیا نمونہ آیا ہے۔

اچھا........کیا؟اس کی عادت تھی کہ وہ میری ہر بات بہت دھیان سے سنتا تھا بھلے وہ اس کے لئے کتنی ہی بے معنی کیوں نہ ہو۔

کیا انکل آ گئے سنگاپور سے اور وہ چیز کیا ہے؟

بوجھو۔میں نے شوخی سے کہا۔

کوئی کرسٹل کا ڈیکوریشن پیس؟

نہیں۔

جیولری۔

نہیں میں ہنسی۔کوئی جیتی جاگتی سانس لیتی چیز ہے۔

ارے کیا انکل وہاں سے کوئی خاتون تو نہیں ایکسپورٹ کرا لائے۔

شہزاد کی ہنسی کی آواز میں نے ائیر پیس میں سنی اور تصویر میں اس کے
دائیں رخسار میں پڑتے ہوئے ڈمپل کو دیکھا وہ مسکراتا یا ہنستا تو اس
کے دائیں گال میں بہت گہرا ڈمپل بنتا تھا یوں جیسے پانی میں بھنور اور
ایسے میں وہ دنیا کا حسین ترین مرد لگتا تھا۔
خدا نہ کرے۔ میں ہنسی، یہ خاتون ماما نے در آمد کی ہے۔
آنٹی نے۔ اب اس کے لہجے میں ہلکا سا تجسس تھا۔

ہاں، یونو، ماما کو سوشل ورک کا شوق ہے تو بس یہ اسی شوق کا نتیجہ ہے۔
میں جان بوجھ کر یہ گول کر گئی کہ وہ میرے کسی گمشدہ ماموں کی لختِ
جگر ہے۔
بورے والا گاؤں سے لائی ہیں ماما اسے کیا عجوبہ ہے شہری! ہر چیز کو
یوں منہ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی کہ مجھے ہنسی آ رہی تھی۔
گھر کے کام کے لئے لائی ہوئی گی؟

نہیں کہا نا ماما کی سوشل ورک کی حس پھڑکی اور وہ اسے گھر لے آئیں

اس کے لئے گیسٹ روم کے ساتھ والا چھوٹا بیڈروم تیار کیا جا رہا ہے

دراصل مما کو نیکی کمانے کا شوق ہوا ہے بے چاری لڑکی کا ایک نانی

کے سوا کوئی نہ تھا وہ مر گئی تو مما اسے لے آئی ہیں۔

یہ تو اچھی بات ہے ہنی! تمہیں بھی خیال رکھنا چاہیے اس کا۔شہزاد

سنجیدہ ہو گیا تو میں نے موضوع بدل دیا۔

اس وقت کہاں ہو شہری؟

آفس میں ہوں، شام کو تیار رہنا ذرا باہر چلیں گے۔

او کے۔ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا، وہ آفس میں ہوتا تو میں زیادہ

بات نہیں کرتی تھی۔

شام کو چونکہ مجھے شہری کے ساتھ جانا تھا اس لئے میں نے آئینے میں

خود کو دیکھا ابھی دو دن پہلے ہی تو میں پارلر سے آئی تھی سو سب ٹھیک تھا

میں نے شیلف سے ایک انگلش میگزین نکالا اور بیڈ پر لیٹ کر پڑھنے لگی کھانے کی ٹیبل پر علیزہ نہیں تھی لیکن میں نے ماما سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا میرا سارا دھیان شہزاد کی طرف تھا میں نے ماما کو بتایا کہ شام کو شہزاد آئے گا ہم کچھ دیر کے لئے باہر جائیں گے۔

او کے۔ ماما نے سر ہلا دیا چلی جانا۔

اور پھر نازو کی طرف متوجہ ہو گئیں

علیزہ کیا سو گئی ہے؟

جی نازو نے گرم گرم پھلکے پلیٹ میں رکھے۔

تو ٹھیک ہے جگانا مت۔ نہ جانے بے چاری کتنی راتوں سے جاگ رہی ہے جب اٹھ جائے تو کھانا لگا دینا اس کے لئے میں ذرا شام میں مسز گل کی طرف جاؤں گی۔

اور اس سمے علیزہ مجھے بہت بری لگی ماما نے شاید زندگی میں پہلی بار

مجھے اس طرح نظر انداز کیا تھا اور علیزہ کے لئے فکر مند ہو رہی تھیں

شاید خون کی محبت جاگ اٹھی تھی اور جب سبحان ماموں اسے نانی کے

پاس چھوڑ کر چلے گئے تھے تب یہ محبت کہاں چلی گئی تھی؟ خیر مجھے کیا۔

ماما! میں کون سا ڈریس پہنوں، میں چاہتی تھی ماما علیزہ کا خیال چھوڑ کر

میرے متعلق سوچیں۔

کوئی سا بھی پہن لو نمی! تم تو ہر لباس میں شہزادی لگتی ہو۔

ماما اب میری طرف متوجہ ہو گئی تھیں کھانا کھاتے ہوئے مسلسل میں ماما

سے باتیں کرتی رہی تا کہ وہ علیزہ کا ذکر نہ کریں، میں بچپن سے ہی

بہت پوزیسیو تھی شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ میں اکیلی رہی ہوں اور تنہا ہی

ماما، پپا آنٹی دادا جان وغیرہ کی محبتوں کا مرکز تھی سکول اور کالج میں بھی

اپنے حسن کی وجہ سے میں سب کی مرکز نگاہ رہی تھی پھر غیر نصابی

سرگرمیوں میں سب سے آگے رہنے کی وجہ سے بھی میں بہت مقبول

تھی اور اب جب کہ میں صرف بیس سال کی تھی شہزاد جیسا شخص میری

زندگی میں شامل ہو گیا تھا جس کی رفاقت کی شاید ہر اس لڑکی نے تمنا

کی جو اس کے حلقہ احباب میں تھیں لیکن اسے میرے مقدر کا ستارہ بننا

تھا یہ احساس ہی مجھے مغرور کر دیتا تھا پھر شہزاد کا مجھے سراہنا، وہ کتنا بھی

مصروف ہوتا میرے لئے چند لمحے ضرور نکال لیتا تھا دس پندرہ دن

بعد ہم آؤٹنگ پر چلے جاتے تھے اتنے سال باہر رہنے کے باوجود اس

میں کوئی ناپسندیدہ عادت نہ تھی وہ بہت کیئرنگ اور لونگ تھا جب میں

اس کے ساتھ ہوتی تھی تو وہ میرا یوں خیال رکھتا تھا جیسے میں کانچ کی

بنی ہوں تو ایسے میں اگر میں خود پر نازاں تھی تو کچھ غلط بھی نہ تھا۔

٭٭٭

میری دوسری ملاقات علیزہ سے دو دن بعد ہوئی اس روز میں تیار ہو کر

جیسے ہی کمرے سے نکلی شہری نے موبائل پر مجھے میسج دیا کہ وہ دو منٹ میں گیٹ پر ہوگا اس وقت ۱۱ ونج میں کوئی بھی نہیں تھا گیٹ پر چوکیدار تھا میرے گیٹ تک پہنچتے ہی باہر شہزاد کی گاڑی کا ہارن بجا تھا پھر واپسی نو بجے کے قریب ہوئی تھی۔

شہزاد مجھے کے ایف سی لے گیا تھا میں بہت خوش تھی شہزاد نے بے ساختہ میری تعریف کی تھی۔

میں نے یورپ میں بے تحاشا حسن دیکھا ہے بازغہ! لیکن جو اٹریکشن تم میں ہے وہ مجھے کہیں نظر نہیں آئی سچ کہتا ہوں بازغہ! میں پہلی نظر کی محبت کا قائل نہیں ہوں لیکن تمہیں ایک بار ہی دیکھنے کے بعد مجھے یوں لگا تھا جیسے میں تمہاری محبت میں مبتلا ہو گیا ہوں پہلی بار اس طرح شہزاد نے میری محبت کا اعتراف کیا تھا میرے اندر تو جیسے تتلیاں رقص کر رہی تھیں گیت گا رہی تھیں میں واپس آ کر سیدھی اپنے بیڈروم میں چلی

گئی تھی ہمیشہ کی طرح ماما اور پاپا کو بھی شب بخیر نہیں کہا تھا ماما کچھ دیر

بعد خود ہی میرے کمرے میں آئیں۔

طبیعت تو ٹھیک ہے نا جانو۔ انہوں نے میری پیشانی پر بوسہ دیتے

ہوئے پوچھا۔

یس ماما! میں نے آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا میری آنکھوں میں جو

رنگ تھے شاید ماما کو بھی نظر آئے

کیسا رہا ڈنر؟

بہت اچھا۔ میں نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہا شہزاد بہت اچھا ہے

ماما مسکرا دیں۔ اوکے سویٹ ڈریمز، ماما میرے سر پر ہاتھ پھیرتے

ہوئے باہر نکل گئیں۔

اور میں ساری رات جاگتی رہی تھی شہزاد کے کہے ایک ایک لفظ

کو سوچتی رہی تھی پھر جانے کب نیند آئی اس لئے صبح بہت دیر سے اٹھی

تھی ماما اپنی این جی او میں جا چکی تھیں اور علیزہ کہاں تھی کیا کر رہی تھی میں نے پوچھا ہی نہیں نازو سے کہہ کر میں نے ناشتہ اپنے کمرے میں ہی منگوا لیا تھا ناشتے کے بعد میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گئی ناشتہ دیر سے کیا تھا سو لنچ گول کر دیا۔

ماما نے فون کر کے مجھے لنچ کرنے کی تاکید کرتے ہوئے علیزہ کا خیال رکھنے کی بھی ہدایت کی۔

کیا علیزہ بچی ہے مجھے ہنسی آ گئی۔

نہیں لیکن اجنبی گھر میں ہے اور پھر ابھی حال ہی میں اس کی نانی کا انتقال ہوا ہے جو اس کے لئے ماں جیسی تھی۔

او کے مام! لیکن میں اپنے بیڈروم سے باہر نہیں نکلی تھی۔ نازو سے کہہ دیا تھا کہ علیزہ بی بی کو بھی لنچ کروا دے شام کو میری فرینڈ ککی کی برتھ ڈے تھی شہزاد سے تھوڑی سی گپ شپ لگا کر میں ککی کی طرف چلی

گئی وہاں سے میں خاصی دیر سے لوٹی یوں اگلے روز لنچ پر میں نے علیزہ کو دیکھا تھا وہ سفید کاٹن کا سوٹ پہنے ہوئے تھی جس پر اس نے کڑھائی کی ہوئی تھی سر پر بڑا سا سفید اور پنک کلر کا دوپٹہ تھا سوٹ پر پنک اور سفید دھاگے سے پھول بنے تھے ظاہر ہے گاؤں میں اس نے کسی بوتیک سے تو نہ خریدا ہوگا خود ہی کڑھائی کی ہوگی میں نے ایک ہی نظر میں جائزہ لے لیا تھا گو سوٹ کا کپڑا زیادہ قیمتی نہ تھا لیکن کڑھائی نے اس سوٹ کی قیمت بڑھا دی تھی وہ پہلے دن کے مقابلے میں خاصی اچھی لگ رہی تھی بڑی بڑی آنکھوں میں اداسی کے رنگ ویسے ہی تھے۔

اوہ مائی گاڈ علیزہ۔ یہ سفید رنگ تم نے کیوں پہنا ہے؟

میں نے یوں بے تکلفی سے کہا جیسے میرے اور اس کے درمیان بہت دوستی ہے یہ رنگ تو صرف گورے رنگ پر اچھا لگتا ہے جب کہ تمہارا

رنگ........

ماما نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

نہیں، اچھا خاصا لگ رہا ہے بلکہ بہت اچھی لگ رہی ہے علیزہ!

میں خود نہیں جانتی میرے منہ سے وہ جملہ اچانک ہی کیوں پھسل پڑا تھا حالانکہ ماما صحیح کہہ رہی تھی کہ وہ پہلے دن کے مقابلے میں اچھی لگ رہی تھی اور اس کا رنگ بھی اتنا گہرا سانولا نہ تھا لیکن مجھے ماما کی تعریف سخت بری لگی ماما کے دل میں بھائی کی محبت شاید زیادہ ہی جوش مارنے لگی تھی۔

ہنی بیٹا۔ علیزہ دو دن سے بور ہو رہی ہے باہر جاؤ تو اسے بھی ساتھ لے جاؤ ہماری این جی او کا سالانہ فنکشن ہونے والا ہے میں اس لئے بہت مصروف ہوں علیزہ کو ٹائم نہیں دے پا رہی۔

باہر جا کر میرے ساتھ یہ زیادہ بور ہو گی ماما! اور پھر میرے فرینڈز کے

کی پلیٹ کی طرف دیکھا جس میں ذرا سی سبزی پڑی تھی۔

اور کتنا ذرا سا کھاتی ہو نازو بتا رہی تھی کہ تم نے کل بھی بس دو نوالے

لیے تھے انہوں نے ایک فرائیڈ رائس کا چمچہ بھر کر اس کی پلیٹ میں ڈالا

میں ماما کے اس محبت بھرے مظاہرے پر اندر ہی اندر کلس کر رہ گئی

کہاں تو کبھی انہوں نے اپنے بھائی اور اپنی مردہ بھابھی کو یاد تک نہ

رکھا تھا اور کہاں اب ان کی اولاد پر واری صدقے جا رہی تھیں۔

ماما! آپ بھی کمال کرتی ہیں اسے بھلا اس طرح کے کھانوں کا کیا پتا

اسے اپنی پسند سے لینے دیں کچھ۔

میرے ہونٹوں سے بے اختیار نکلا حالانکہ اس میں میری کسی شعوری

کوشش کا دخل نہ تھا۔

ماما نے ایک تنبیہی نظر مجھ پر ڈالی تھی چاول ہی تو ہیں۔

اور پھر وہ فوراً ہی علیزہ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

علیزہ بیٹا! اپنی مرضی سے جو چاہو لے لو جو کچھ کھانے کو جی چاہے نازو سے کہنا بنا دے گی۔

پھپھو! ماما کی اس ہمدردی پر پھر اس کی آواز بھرا گئی تھی اور اس نے چہرہ نیچے کر کے اپنے آنسو چھپانے کی کوشش کی تھی۔

پھر ماما نے اپنی پلیٹ میں کچھ چاول ڈالتے ہوئے کہا میں ان دنوں کچھ مصروف ہوں چند دن کی بات ہے پھر تمہیں اپنے ساتھ بازار لے چلوں گی شاپنگ کے لئے اپنی ضرورت کی چیزیں لے لینا۔

پھپھو! میرے پاس ہیں کپڑے اس نے سر جھکائے کہا۔

ہاں مجھے پتا ہے لیکن دو تین جوڑے اور لے لینا اور پھر میں نے دیکھا ہے کہ تمہارے پاس کوئی ڈھنگ کا جوتا نہیں ہے۔

نہیں پھپھو! وہ جیسے شرمندہ سی ہوگئی جلدی میں یونہی چپل پہن کر چل پڑی آپ کے ساتھ بدلنے کا خیال ہی نہ رہا ایک بلیک سینڈل ہے

میرے پاس۔

کوئی بات نہیں ایک دو اور لے لینا۔ ماما نے مسکراکراتے دیکھا۔

اور میں بے نیازسی بنی کانٹے سے چکن کے پیسز اٹھا اٹھا کر کھاتی رہی کھانے کے بعد میں اپنے بیڈروم میں چلی گئی کچھ دیر بعد ماما میرے کمرے میں آئی تھیں کچھ دیر وہ یونہی شیلف کے پاس کھڑی رہیں اور پھر میری طرف دیکھا۔

بنی! علیزہ اچھی لڑکی ہے میں اسے اس لئے بھی ساتھ لائی ہوں کہ تمہیں ایک ساتھی مل جائے گی تم بالکل اکیلی ہوتی ہو گھر میں، یاد ہے نا بچپن میں تم کتنا کہتی تھیں کہ اللہ میاں مجھے ایک بہن دے دے۔

مگر ماما! وہ بچپن کی بات تھی اب تو میں اپنی زندگی سے بالکل مطمئن ہوں اتنی ڈھیر ساری فرینڈز ہیں میری وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلتا اور پھر کچھ دنوں بعد میرا رزلٹ آ جائے گا تو میں یونیورسٹی میں ایڈمیشن

سے لوں گی۔

ہاں! ماما میرے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئیں علیزہ کی ماں اچھی لڑکی تھی سچ تو یہ ہے کہ سبحان بھائی جیسے شخص کے لئے ایسی ہی لڑکی چاہیے تھی جس طرح اس نے سبحان بھائی کو سنبھالا اور ان میں جو تبدیلیاں آئیں زارا کی وجہ سے وہ حیران کن تھیں وہ بہت بگڑ چکے تھے ایک طرح سے پاپا تو انہیں بزنس پر توجہ دینے کا کہہ کر تھک چکے تھے پھر پتا نہیں کہاں اور کیسے انہیں زارا مل گئی ممی نے خواہ مخواہ ہی اسے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا تھا ورنہ سمیرا تو ایک دن بھی سبحان بھائی کے ساتھ گزارا نہ کر پاتی وہ تو اسرار جیسے شخص کے ساتھ نہ رہ سکی تھی پھر بھلا سبحان کے ساتھ ....لیکن زارا نے سبحان کو بالکل بدل کر رکھ دیا نہ صرف یہ کہ اس نے اپنا الگ بزنس شروع کر دیا بلکہ اس کے اندر بے حد احساس ذمہ داری پیدا ہو گیا تھا ایک دفعہ میں گئی تھی تمہارے پاپا کے ساتھ اس

کے گھر۔ زارا نے بڑا خوبصورت گھر سجایا تھا گو کرائے کا تھا اور سبحان
بھائی بھی گھر میں موجود بہت مختلف سے لگے تھے مجھے سبحان کی شادی
تمہارے پاپا نے کروائی تھی یوں سمجھ لو اس شادی میں سبحان کی طرف
سے قریبی عزیز صرف تمہارے پاپا تھے۔
ماما نے پتا نہیں کیوں مجھے ساری تفصیل بتائی میں نے بے حد بے
زاری سے ساری داستان سنی۔

علیزہ بالکل اپنی ماں جیسی ہے بہت حساس ہے اور بہت خوددار بھی کل
کہہ رہی تھی کہ میں اسے کسی ہاسٹل میں داخل کروا دوں اس کا خیال
ہے کہ شاید تم نے اس کی آمد کو پسند نہیں کیا چند روز تک ایف اے کا
رزلٹ آنے والا ہے پھر ایڈمیشن ہوں گے تو میں اسے بی اے میں
ایڈمیشن دلوا دوں گی اور پھر ضرورت ہوئی تو اسے ہاسٹل بھیج دوں گی ماما
نے کن اکھیوں سے مجھے دیکھا اور دوبارہ گویا ہوئیں۔

سبحان مجھ سے چھوٹا تھا اور مجھ سے وہ فرحان کی نسبت زیادہ قریب تھا

پھر تمہارے پاپا سے بھی اس کی دوستی تھی لیکن اس نے ممی کی مرضی کے

خلاف زارا سے شادی کی تھی، اس لئے میں اس سے ناراض تھی ڈیڈی

کا غصہ تو جلد ہی ختم ہو گیا تھا اور انہوں نے اسے الگ بزنس سیٹ

کروایا تھا لیکن ممی کا غصہ ختم نہیں ہوا جب زارا کا انتقال ہو گیا تو اس

نے مجھ سے کہا کہ میں علیزہ کو رکھ لوں لیکن ممی کے ڈر سے میں نے

انکار کر دیا۔

اس وقت ممی کی آنکھیں مجھے نم سی لگیں۔

اس نے بہت حیرت سے مجھے دیکھا تھا شاید اسے یقین نہیں آ رہا تھا

کہ میں اس کی بیٹی کو رکھنے سے انکار کر رہی ہوں۔

تب اس نے کہا۔

ابھی میں بہت اپ سیٹ ہوں کسی اچھی سی ملازمہ کا انتظام کر کے میں

علیزہ کو لے جاؤں گی لیکن میں نے...........

تو ماما، آپ گلٹی فیل کر رہی ہیں میں نے سوچا اور ان کی طرف دیکھا۔

تو اب آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں؟

کچھ نہیں بس یونہی میں چاہ رہی تھی تم اس سے کبھی کبھار بات کر لیا کرو

وہ اجنبیت محسوس نہ کرے۔

او کے مام اور کچھ؟ میں نے بلکا سا مذاق کیا آپ کی علیزہ صاحبہ کو ہم

اسپیشل پروٹوکول دیں گے خوش؟

اور ماما مسکرا دیں۔

ہنی! اس بچی نے دنیا میں سوائے اپنی نانی کے کسی اور رشتے کو نہیں

دیکھا بہت محبت کرنے والی بچی ہے جب ایک بار پہلے اس کی نانی کی

بیماری کا خط پا کر انہیں دیکھنے گئی تھی تو تمہارے متعلق جان کر وہ بہت

کرید کرید کر پوچھتی رہی تھی بہت اشتیاق تھا اسے تم سے ملنے کا ماما اٹھ

کھڑی ہوئیں۔

دراصل میں ان دنوں بہت مصروف رہی تھی میں نے وضاحت کی اور ماما مطمئن سی واپس چلی گئیں اور میں سوگئی جب سوکر اٹھی تو بالوں کو برش کر کے باہر نکلی ٹی وی لاؤنج خالی تھا ماما شاید ابھی اپنے بیڈروم میں تھیں۔

چلو آج ان علیزہ صاحبہ کو بھی شرف ملاقات بخش دیں۔

میں اس کے کمرے کی طرف آئی تو دروازہ کھلا تھا اور وہ نماز پڑھ رہی تھی وہی پھول دار چادر اوڑھے اور دوپٹہ بیڈ پر پڑا تھا یہ گیسٹ روم کے ساتھ ہی ایک اضافی گیسٹ روم تھا جسے ہم بلیو روم کہتے تھے کیونکہ اس روم کی کلر اسکیم پردے کارپٹ سب کچھ بلیو کلر کا تھا گو میرے کمرے جیسا تو نہ تھا پھر بھی علیزہ نے ایسا بیڈروم خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا، اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اس کے اٹھے ہوئے

ہاتھوں پر اس کے آنسو گر رہے تھے۔

یا اللہ تو رحیم و کریم ہے اتنا مہربان ہے تو نے ماں لے لی باپ کی محبت مجھے نہیں ملی بس نانی تھی، کیا تھا اگر تو میری نانی کو زندہ رہنے دیتا میں نے کبھی گلہ نہیں کیا میرے اللہ لیکن نانی۔

وہ ہوئے کہہ رہی تھی اور میں دروازے کے پاس کھڑی تھی یکا یک میرے دل میں اس کے لیے رحم اور ہمدردی پیدا ہو گئی بے چاری لڑکی اور میں دروازے کے پاس سے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گئی آہٹ پر اس نے اٹھے ہوئے ہاتھ نیچے گرائے چادر کے پلو سے چہرہ صاف کیا اور مڑ کر دیکھا۔

آپ! اس کی آنکھوں میں حیرت واضح تھی۔

کیوں، کیا میں نہیں آ سکتی یہاں؟

جی کیوں نہیں۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ سی نظر آئی اس نے جائے

نماز لپیٹ کر الماری میں رکھی اور خود بیڈ پر بیٹھ کر مجھے دیکھنے لگی۔

میں نے تمہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا؟

نہیں۔

سوری یار علیزہ وہ میں بہت مصروف رہی تمہیں بالکل ٹائم نہیں دے سکی، میرا لہجہ بہت دوستانہ تھا میں نے دیکھا کہ اس کی گھبراہٹ کچھ کم ہو گئی۔

یہاں بور تو نہیں ہو رہی ہو دل لگ گیا تمہارا؟

دل.........نہیں ابھی تو دل بہت گھبراتا ہے۔

اچھا لیکن یار یہاں دل لگانے کی کوشش کرو۔

بس ایک بار جانا ہے مجھے پھر وہ گھر بھی تو ہے ناوہاں۔ پھپھو کہہ رہی تھیں اس کا بھی تو کچھ کرنا ہے لیکن انکل آجائیں سنگاپور سے پھر۔

اچھا بھئی! میں بھی چلوں گی تمہارے ساتھ میں نے کہا تو وہ خوش ہو گئی

اس روز میں نے اس سے کافی باتیں کیں اور محسوس کیا کہ وہ ایک سادہ سی معصوم طبیعت لڑکی ہے اور میرے ذرا سے التفات سے تو جیسے وہ میری گرویدہ ہی ہوگئی تھی گو وہ مجھ سے عمر میں سال بھر ہی چھوٹی ہوگی لیکن اپنی گفتگو اور اندازِ گفتگو سے وہ بہت کم عمر لگتی تھی سکول کی طالبہ جیسی۔

تمہارا جب دل چاہے میرے پاس کمرے میں آ جایا کرو دراصل میرا زیادہ وقت اپنے کمرے میں ہی گزرتا ہے کمپیوٹر پر بزی رہتی ہوں پتا ہے نا کمپیوٹر کا۔

جی!

استعمال آتا ہے۔

نہیں جی! لیکن شوق بہت ہے۔

اچھا کبھی وقت ملا تو سکھا دوں گی میں نے شانِ بے نیازی سے کہا۔

آپ سکھا دیں گی؟ بہت شکریہ۔ اس کا انداز بڑا تابعدارانہ قسم کا تھا۔

تم مجھے نام لے کر بلایا کرو اتنے تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔

اٹھتے اٹھتے میں نے تنبیہہ کی تو اس نے جی اچھا کہہ دیا اپنے بیڈروم

میں آ کر اس کی جی ہاں باجی اور جی اچھا پر بہت ہنسی۔

بہر حال چیز بری نہیں ہے میں نے اپنے آپ سے کہا وقت اچھا گزر

جائے گا وقت جو پہلے کاٹے نہیں کٹتا تھا وہی ایک سی ایکٹی ویٹز، ٹی وی

، کمپیوٹر، چیٹنگ، موبائل پر فرینڈز کو میسج بھیجنا یا پھر لمبے لمبے فون کرنا۔

لیکن کبھی کبھی ان سارے کاموں سے جی اوب جاتا تھا تو ایسے وقت

کے لئے یہ علیزہ بی بی ٹھیک تھیں آج اس کے ساتھ باتوں میں دو گھنٹے

گزر گئے تھے اور مجھے بالکل احساس نہیں ہوا تھا۔

اوہ اس وقت تو ''ڈنگی'' آن لائن ہوتا ہے مجھے اس سے بات کرنا تھی

ڈنگی۔ میرا چیٹنگ فرینڈ تھا اس سے گفتگو کر کے میں بہت انجوائے

کرتی تھی سو میں علیزہ کا خیال جھٹک کر کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گئی اور علیزہ سے باتیں کر کے میں نے جو اندازہ لگایا تھا کہ اس کے ساتھ وقت اچھا گزرے گا تو وہ بالکل ٹھیک نکلا تھا یوں لگتا تھا جیسے میرے ہاتھ ایک کھلونا آ گیا ہو اسے بے وقوف بنا کر میں انجوائے کرتی تھی مثلاً کسی روز کہہ دیا، میرے سر میں درد ہے تو وہ فوراً سر دبانے بیٹھ جاتی ادرک والا قہوہ بنا کر لاتی جو میں بیسن میں الٹ دیتی کبھی جان بوجھ کر مشکل چیزوں کی فرمائش کرتی اور جب وہ کچن میں گھس کر پسینے میں تر بتر میری فرمائشیں پوری کرتی تو میں ایک نوالہ لے کر چھوڑ دیتی اس میں تو کچھ ذائقہ ہی نہیں ہے ایسے میں اس کے تاثرات دیکھنے والے ہوتے تھے بار بار دوپٹے کے پلو سے پیشانی کا پسینہ پونچھتی اور نادم سی ہو کر مجھے دیکھتی۔

اچھا.............شاید اچھی نہیں بنی۔

اسے آئے پندرہ دن ہو گئے تھے میری اور شہزاد کی وہی روٹین تھی۔ ہر روز فون پر تھوڑی دیر کے لئے گپ شپ لگانا اور کوئی ایک بات ایسی کہہ دینا کہ جسے سوچ سوچ کر میرے دل میں اندر ہی اندر پھول کھلتے رہتے تھے اور میں اپنی خوش نصیبی پر نازاں ہوتی رہتی اس روز شہزاد کا فون آیا اور حسبِ معمول اس نے کہا۔

ہنی! آج تیار رہنا آؤٹنگ کے لئے جائیں گے اور ڈنر بھی باہر ہی کریں گے مما سے اجازت لے لینا۔

میں تیار ہو رہی تھی کہ نازو نے بتایا کہ شہزاد آ گئے ہیں میں جلدی جلدی نیچرل کلر کی لب اسٹک لگا کر باہر نکلی تو وہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا مما سے باتیں کر رہا تھا مجھے دیکھ کر مسکرایا۔

آج آفس سے کچھ جلدی اٹھا تو میں نے سوچا کہ کچھ دیر مما سے گپ شپ ہو جائے۔

بہت اچھا کیا، مما بہت خوش لگ رہی تھیں بہت دن ہو گئے تھے تم سے ملے نازو جوس لائی تو مما نے اسے چائے کے لئے کہا لیکن شہزاد نے اسے منع کر دیا۔

نہیں مما! پلیز کچھ بھی پینے یا کھانے کو جی نہیں چاہ رہا ایک پارٹی آئی ہوئی تھی ابھی کچھ دیر پہلے اس کے ساتھ لنچ کیا۔

تب ہی علیزہ نے ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھا اور مجھے اس وقت اس کی آمد انتہائی بری لگی وہ شہزاد کو بیٹھا دیکھ کر جھجک کر پیچھے ہٹ گئی اس وقت وہ اسکن کلر کے سوٹ میں تھی سادا کاٹن کا سوٹ جس پر یقیناً اس کے اپنے ہاتھوں کی کڑھائی تھی اور سر پر وہی بڑی پھول دار چادر تھی۔

شہری.........یہ.........اس سے پہلے کہ مما اس کا تعارف کرواتیں میں نے فوراً کہا۔

یہ علیزہ ہے اس کے متعلق میں نے تمہیں بتایا تھا کہ گاؤں سے آئی ہے

اوہ ہاں۔شہزاد نے ایک سرسری نظر اس پر ڈالی اور کھڑا ہو گیا۔

او کے مما! اب ہم چلتے ہیں ڈنر باہر ہی کریں گے۔

ٹھیک لیکن نو بجے تک آ جانا، میری مما انتہائی ماڈرن ہونے اور اپر

کلاس سے تعلق رکھنے کے باوجود اندر سے تھوڑی دقیانوسی ہی تھیں۔

جی بہتر۔شہزاد کی یہ عادت بہت اچھی تھی کہ مما پپا کا بہت احترام کرتا

تھا مما بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

مجھے بھی باہر جانا ہے علیزہ کو کچھ شاپنگ کروانا تھی علیزہ ایک طرف

چادر میں سمٹی ہوئی کھڑی تھی شہزاد نے بس ایک ہی بار سرسری سا

اسے دیکھا تھا اور اس سے میرے دل کو بہت اطمینان ہوا تھا حالانکہ

میرا اور علیزہ کا بھلا کیا مقابلہ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ میں

بہت پوزیسیو ہوں کہ شہزاد کسی بے جان چیز کو بھی پسندیدگی کی نظر

سے دیکھتا یا اس کی تعریف کرتا تھا تو میں اس سے بھی جیلس ہو جاتی تھی سو میں بہت مطمئن مسکراتی ہوئی شہزاد کے ساتھ باہر نکل آئی۔

اچھی لگ رہی ہو، میرے لئے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے شہزاد نے مجھے سراہا وہ تو میں ہمیشہ ہی لگتی ہوں میری آواز میں چہکار تھی۔

ہاں یہ تو ہے۔شہزاد کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی اور اس نے ایک بہت گہری نظر مجھ پر ڈالی۔

ویسے بازغہ علی! یہ زیادتی نہیں ہے گاڑی کو روڈ پر لاتے ہوئے شہزاد نے کہا۔

کیا......؟

یہی دو سال کا انتظار۔

انتظار کا اپنا چارم ہے۔میں مسکرائی تو اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور میں کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

مما کو تو کوئی اعتراض نہیں لیکن پپا چاہتے ہیں کہ پہلے میں ماسٹر کر لوں

پھر شادی ہو گی اور اسی شرط پر انہوں نے چاچا جی کی بات مانی تھی کہ

وہ پھر شادی جلدی کرنے کو نہیں کہیں گے۔

ارے تو شادی کے بعد ماسٹرز کر لینا۔

مما نے کہا تھا لیکن پپا کہتے ہیں شادی کے بعد پڑھائی کا بوجھ لادنا

مناسب نہیں ہوتا۔

مجبوری ہے پھر انتظار ہی کریں گے اور دعا کریں گے کہ یہ دو سال

پلک جھپکتے میں گزر جائیں شہزاد نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

کافی دیر یونہی بے مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑانے کے بعد ہم

ریستوران چلے گئے اس لانگ ڈرائیو کو میں نے خواب انجوائے کیا تھا

شہزاد کی خوبصورت رفاقت اور پھر اس کے گانوں کا چناؤ۔

ریستوران میں اپنی مخصوص ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے پتا نہیں کیوں مجھے

تیرے عشق میں

ایک عاقبت نااندیش لڑکی کے جذبہ حسد و رقابت کی عبرت ناک کہانی

۔اس نے اپنی محبت کے امرت میں اپنے ہاتھوں زہر گھول دیا تھا اپنے

حسد کی آگ میں دوسروں کو جلاتے جلاتے وہ خود جل کر راکھ ہوگئی

تھی۔

اچانک علیزہ کا خیال آ گیا۔

تم نے علیزہ کو دیکھا۔

کون علیزہ؟ شاید اسے علیزہ کا نام یاد نہیں رہا تھا۔

وہی نمونہ جسے مما گاؤں سے لائی ہیں میں نے اسے یاد دلایا وہ آئی تو تھی ٹی وی لاؤنج میں۔

اوہ ہاں! اسے یاد آ گیا مما بتا رہی تھیں کہ وہ اسے شاپنگ کروانے لے جا رہی ہیں۔

ہاں مما اس کا بہت خیال رکھ رہی ہیں اور پتا ہے وہ مما کو پھپھو کہتی ہے اور مما بڑی خوش ہوتی ہیں۔ ہے نا عجیب بات۔

عجیب! میں نے اس کی آنکھوں میں حیرت اترتے دیکھی بھلا اس میں عجیب کیا بات ہے بازغہ! میری دو پھپھو ہیں تو کیا جب میں انہیں پھپھو کہوں گا تو تمہیں مجھ پر ہنسی آئے گی۔

اچانک علیزہ کا خیال آ گیا۔

تم نے علیزہ کو دیکھا۔

کون علیزہ؟ شاید اسے علیزہ کا نام یاد نہیں رہا تھا۔

وہی نمونہ جسے مما گاؤں سے لائی ہیں میں نے اسے یاد دلایا وہ آئی تو تھی ٹی وی لاؤنج میں۔

اوہ ہاں! اسے یاد آ گیا مما بتا رہی تھیں کہ وہ اسے شاپنگ کروانے لے جا رہی ہیں۔

ہاں مما اس کا بہت خیال رکھ رہی ہیں اور پتا ہے وہ مما کو پھپھو کہتی ہے اور مما بڑی خوش ہوتی ہیں۔ ہے نا عجیب بات۔

عجیب! میں نے اس کی آنکھوں میں حیرت اترتے دیکھی بھلا اس میں عجیب کیا بات ہے بازغہ! میری دو پھپھو ہیں تو کیا جب میں انہیں پھپھو کہوں گا تو تمہیں مجھ پر ہنسی آئے گی۔

اور ہمیشہ کی طرح سونے سے پہلے میں نے ایک بار ضرور سوچا کہ میں

دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی ہوں۔

ایڈمیشن شروع ہو گئے تھے اور مما علیزہ کو داخلہ دلوانے کے چکر میں

تھیں۔

کیا ضرورت ہے مما سی ٹی کروادیں۔

میں نے مشورہ دیا لیکن مما نے میرے مشورے کو نظر انداز کر کے اس کا

ایڈمیشن کروادیا تھا اور وہ بھی کنیئرڈ میں مجھے پہلے تو حیرت ہوئی کیا

اس کے اتنے مارکس تھے کہ اسے آسانی سے داخلہ مل گیا۔

ہاں اس کا تعلیمی ریکارڈ بہت اچھا ہے۔

پھر بھی مما! میں نے بلا وجہ ہی اعتراض کیا اتنے اخراجات ہیں کنیئرڈ

کے آپ کو پتا ہے اب اس کی فیس بھی بہت زیادہ ہے پہلے کی نسبت۔

پتا ہے۔ مما کا انداز انتہائی لا پرواہ سا تھا۔

اور پپا کیا ہر ماہ ایک غیر لڑکی کی فیس اور دوسرے اخراجات کے لئے اتنی رقم خرچ کر لیں گے؟

ہنی! کیا ہو گیا ہے تمہیں ڈیئر وہ کوئی غیر تو نہیں ہے میرے بھائی کی بیٹی ہے اور پھر اس کے اخراجات کے متعلق تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں سبحان بھائی کا بہت پیسہ ہے بینک میں اور پچھلے کئی سالوں سے اس کے مکان کا حصہ میں نے کرائے پر چڑھایا ہوا ہے بارہ ہزار ہر ماہ اس کا کرایہ مل رہا ہے وہ تمہارے پپا کے پیسے کی محتاج نہیں ہے اور اگر ہوتی بھی تو تمہارے پپا بخوشی اس کا خرچ برداشت کر لیتے کیونکہ سبحان ان کا بہت اچھا دوست تھا۔

مما کی اتنی لمبی بات پر میں اندر ہی اندر چڑ گئی لیکن اوپر سے مسکرا کر کہا اوکے مما میں نے تو بس یونہی بات کی تھی اور آپ.........

مجھے تمہارے رویے پر حیرت ہے ہنی! نہ تو تمہارے پپا اور نہ ہی میں

اتنے تنگ دل ہیں آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے ان کے لہجے میں ناراضگی تھی میں نے ان کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

سوری مما!

اور مما نے میرے رخسار پر بوسہ دیا، اٹس او کے ہنی! تمہیں تو خود اس کا خیال رکھنا چاہیے۔

رکھتی تو ہوں۔ میں نے مما کے رخسار کو چوم لیا۔

مما مسکرا کر پھر نیل پالش ریموو کرنے لگیں تو میں ان کے بیڈروم سے باہر نکل کر ٹی وی لاؤنج میں آ گئی علیزہ نازو کے ساتھ مل کر لاؤنج کی ڈسٹنگ کر رہی تھی۔

یہ ہے اس کی اوقات۔ میں نے دل ہی دل میں کہا اور مما نے لے کر اسے کنیئرڈ میں ایڈمیشن دلا دیا پورا لاہور شہر بھرا پڑا ہے کالجوں سے کیا کہیں اور ایڈمیشن نہیں دلوا سکتی تھیں اسے کاش مجھے مما کے ارادوں کا

پہلے پتا چل جاتا تو.........

آپ جاگ گئیں؟ کین کے صوفے کی بیک کو صاف کرتے ہوئے اس نے میری طرف دیکھا۔

بہت دیر سے مما کے کمرے میں تھی۔

میں ایک طرف بیٹھ گئی ٹی وی لاؤنج کا سارا فرنیچر کین کا تھا۔

نازو! مجھے پانی پلاؤ اور پھر ایک کپ چائے بنادو، نازو ڈسٹر وہیں رکھ کر چلی گئی۔

علیزہ پہلے اس ٹیبل اور صوفہ کو صاف کر دو، میں ادھر بیٹھ جاتی ہوں اور ذرا ریموٹ پکڑانا مجھے۔

اس نے ریموٹ اٹھا کر مجھے دیا اور ہاتھ میں پکڑے ڈسٹر سے صوفے صاف کر دیئے یوں تو ہر چیز صاف ستھری تھی یہ تو روٹین کی کارروائی تھی جو نازو ہر روز کرتی تھی۔ صرف ڈسٹنگ نازو کرتی تھی باقی صفائی

کا کام دوسری مائی کرتی تھی غالباً جب سے علیزہ آئی تھی اس نے خود

ہی نازو کے ساتھ یہ زمہ داری سنبھال لی تھی میں چونکہ دیر سے جاگتی

تھی اس لئے آج ہی دیکھا تھا اور میرے دل کو بڑی تسکین سی ملی تھی

جانے کیوں نازو پانی لے آئی تھی اور علیزہ شوکیس میں رکھے

ڈیکوریشن پیسز صاف کر رہی تھی کہ بالکل اچانک شہزاد آ گیا بیل تو

ہوئی تھی لیکن میرا خیال تھا کوئی ملازم ہو گا۔

کیا ہو رہا ہے بھئی؟

اس کی آواز پر میں نے اور علیزہ نے ایک ساتھ مڑ کر دیکھا۔

ارے شہری۔ آپ اس وقت؟

جی جناب آج چھٹی تھی آفس بند تھا اس لئے سوچا صبح صبح آپ کے

دولت کدے پر حاضری دی جائے۔

اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح میں کھل اٹھی۔ کیسی چھٹی۔؟

چودہ اگست کی بے خبر لڑکی۔شہزاد قریب والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

دراصل میرے لئے تو چودہ اگست کا دن بھی عام دنوں جیسا ہی ہوتا تھا

سو مجھے پتا ہی نہ چلا۔

اس سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی ہو۔

اس نے سرگوشی سی کی تھی اور میں نے جب سر اٹھایا تو علیزہ کو کچن کی

طرف جاتے دیکھا۔

علیزہ..........میں نے اسے پکارا۔

یہ........؟شہزاد نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

یہ علیزہ ہے نا۔تم نے پہچانا نہیں اس روز مما نے بتایا تو تھا۔

او ہاں۔السلام علیکم کیسی ہیں آپ؟

جی اچھی ہوں۔علیزہ نے نگاہیں اٹھائے بغیر جواب دیا تھا۔

اور میں شہزاد ہوں شہزاد نے اپنا تعارف کروایا۔

کیا آپ بھی ہزار داستانیں سناتے ہیں۔

علیزہ کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا میں نے شہزاد کو ایک لمحہ کے لئے چونکتے دیکھا پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

نہیں میں سنتا ہوں سناتا نہیں۔

مجھے ان دونوں جملوں کا مطلب سمجھ میں نہیں آسکا تھا لیکن علیزہ کے ہونٹوں پر بکھرنے والی مسکراہٹ کو میں نے حیرت سے دیکھا پہلے ہنسی اس کی آنکھوں میں چمکی اور پھر ہونٹوں پر بکھری جب سے وہ آئی تھی میں نے پہلی بار اسے اس طرح کھل کر مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اور پہلی بار مجھے پتا چلا تھا کہ مسکراتے ہوئے اس کے دائیں رخسار پر بھی ڈمپل پڑتا ہے۔ بہت گہرا بھنور سا بنتا ہوا اور بعد میں کئی بار جب میں نے اسے ہنستے دیکھا تو میں نے اسے ہمیشہ ایسے ہی دیکھا پہلے ہنسی اس کی آنکھوں میں نظر آتی سیاہ آنکھیں چمکنے لگتیں اور ان میں رنگ بکھر

جاتے اور پھر ہونٹوں پر چٹکتی بڑی خوبصورت ہنسی تھی اس کی لیکن اس وقت میں نے یکا یک اس سے کہا۔

علیزہ! میں نے تمہیں اس لئے بلایا تھا کہ ابھی تم ڈرائینگ روم کی ڈسٹنگ کر لو بعد میں ادھر کی کر لینا اور پلیز ذرا مما کو بھی شہری کا بتا دو۔

وہ سر ہلاتے ہوئے ٹی وی لاؤنج سے باہر نکل گئی مجھے اس کے اتنے اعتماد سے شہزاد سے بات کرنے پر حیرت ہوئی تھی شہزاد اب میری طرف متوجہ ہو چکا تھا اس نے بتایا تھا کہ وہ چند دنوں کے لئے کسی کام کے سلسلے میں کراچی جا رہا ہے شام کو اس لیے ملنے چلا آیا۔

فون تو کرو گے نا شہری؟

ہاں، کوشش کروں گا کہ ہر روز تم سے ایک بار ہیلو ہیلو ہو جائے ورنہ وہاں بہت مصروفیت ہو گی۔

شہزاد کچھ دیر بیٹھ کر اور مما پپا سے مل کر چلا گیا اور مجھے خواہ مخواہ ہی

علیزہ پر غصہ آتا رہا کھانا کھاتے ہوئے اچانک ہی میں نے علیزہ کی
طرف دیکھا تو مجھے اس کی آنکھوں میں ہنسی بکھرتی نظر آئی اور پھر اس
کے ہونٹوں پر کھل اٹھی۔

پھپھو! اس نے مما کی طرف دیکھا، یہ جو شہزاد صاحب آئے تھے نا
میرے اعصاب تن سے گئے۔

ہاں۔ مما کے انداز میں بے نیازی تھی۔

ان کا نام.........اب اس کے ہونٹ پورے کھل گئے تھے ان کا نام
وہ الف لیلہ کی اس شہزادی والا ہے جو ہر رات بادشاہ کو کہانی سناتی تھی
ہے نا لڑکیوں والا نام؟

مما کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نظر آئی اور میرے تنے ہوئے اعصاب
ڈھیلے ہو گئے اور وہ جو مجھے خواہ مخواہ غصہ آرہا تھا اس پر وہ بھی کم ہو گیا۔
ہوتے ہیں لڑکوں کے بھی ایسے نام ہوتے ہیں مما نے نرمی سے کہا اور

فیملی میں ککی اس کی بہن پنکی اور چھوٹا بھائی گڈو اور مما پپا تھے، میں نے فوراً اس کے ساتھ جانے کی ہامی بھر لی مما سے اجازت ملنا مشکل تھی لیکن یہ مشکل کام ککی نے سرانجام دیا۔

بھوربن میں ککی کے پپا کا ذاتی کاٹیج تھا مما سے اجازت ملتے ہی میں نے بھوربن جانے کی تیاری شروع کردی۔

بھوربن میں میرا وقت بہت اچھا گزرا موبائل میرے پاس ہی تھا شہر زادے بھی ایک روز بات ہوئی وہ کسی بزنس میٹنگ میں شرکت کے لئے جا رہا تھا سو ہیلو ہائے ہی ہوئی اور میں اسے بتا ہی نہ سکی کہ میں بھوربن میں ہوں۔

انیس کو میں واپس آئی تو بہت تھکی ہوئی تھی سو آتے ہی بستر پر گر گئی موبائل کی بپ سے میری آنکھ کھلی تھی، دوسری طرف شہرزاد تھا۔

کہاں غائب ہو شہزادی؟

میں یک دم اٹھ کر بیٹھ گئی کہاں ہو تم شہری! کیسے ہو فون بھی نہیں کیا پھر

ٹھیک ہوں آپ کے ہی شہر میں ہوں ہم تو فون کے بجائے خود آ گئے

تھے خیال تھا سرپرائز دیں گے لیکن آپ غائب تھیں۔

اوہ........ مجھے ایک دم افسوس ہوا۔

کب آئے تھے تم؟

سترہ کو رات بارہ بجے آیا تھا صبح آفس جاتے ہوئے در دولت پر

حاضری دی تھی تم کتنی مشکل اردو بولتے ہو شہری۔

اچھا! وہ ہنس دیا۔

کب آؤ گے؟ سچ بہت اداس ہو رہی ہوں۔

چودہ اگست کو آیا تو تھا ابھی زیادہ دن تو نہیں ہوئے۔

پلیز۔

اوکے شام کو کچھ دیر کے لئے آؤں گا۔

میں نے کافی لمبی نیند لے لی تھی اس لئے اٹھ کر باتھ لینے چلی گئی باتھ

لے کر مما کے بیڈ روم میں آئی تو وہ لیٹی ہوئی تھیں اور علیزہ ان کے

پاس ہی بیڈ پر بیٹھی ان کا سر دبا رہی تھی میں ذرا سا چونکی۔

خیریت مما؟

ہاں ہاں آجاؤ بیٹھو کیسا رہا تمہارا وزٹ مما اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

بہت اچھا لیکن کیا آپ کی طبیعت خراب ہے؟

نہیں ڈئیر کچھ زیادہ نہیں بس سر میں درد ہو رہا تھا تو علیزہ خواہ مخواہ ضد

کر کے سر دبانے لگی۔

شام میں شہزاد آئے گا کچھ دیر کو، میں نے مما کو بتایا۔

میرا خیال ہے اسے کھانے کے لئے کہہ دو اور نازو کو بتا دو بلکہ میں

بھابھی اور دل نواز بھائی کو بھی کہہ دیتی ہوں بہت دن ہو گئے انہیں نہ

کھانے پر بلایا ہے اور نہ ہی خود ادھر جا سکی ہوں اسی بہانے ملاقات ہو

جائے گی مما بات مکمل کر کے خود ہی نازو کو آوازیں دینے لگیں۔

اور تم سناؤ کیسی ہو؟ میں نے علیزہ کی طرف دیکھا۔

اچھی ہوں۔

کالج گئی تھیں۔

جا رہی ہوں۔

کون سے سبجیکٹ رکھے ہیں؟

سائیکالوجی اور سوشل سائنس ہی کا کمبی نیشن تھا وہاں ایف اے میں بھی میرے پاس سائیکالوجی تھی پھر یہی لے لی۔

شہزاد آ گیا تھا آفس جا رہا تھا میں نے کہا علیزہ کو بھی لیتے جاؤ فرسٹ ڈے ہے وہاں کلرک وغیرہ سے مل کر پوچھ لینا مزید پے منٹ وغیرہ کا۔

شہزاد کے ساتھ؟ میری آنکھیں پھٹ گئیں۔

تو کیا حرج ہے؟ مما ریسیور اٹھا کر شاید چچا دل نواز کا ہی نمبر ڈائل کرنے لگیں ادھر ہی تو جا رہا تھا اسے بھی ڈراپ کر دیا چھٹی کے وقت ڈرائیور چلا گیا تھا لینے۔

مما بے نیازی سے بات کر کے فون میں مصروف ہو گئی تھیں اور میں اندر ہی اندر بل کھا کر رہ گئی تھی۔

اس سے تو اچھا تھا میں خود ہی لے جاتی علیزہ کو میں نے سوچا اب پتا نہیں راستہ بھر کیا کیا باتیں کی ہوں گی اور شہزاد۔

میں نے مٹھیاں بھینچیں میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیسے میں وہ ساری گفتگو جان لوں جو علیزہ اور شہزاد کے درمیان ہوئی جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو میں نے براہِ راست ہی پوچھ لیا مما فون پر آنٹی کو کھانے کی دعوت دے کر باہر جا چکی تھیں علیزہ مما کے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

شہزاد کے ساتھ تو خوب گپ شپ لگی ہو گی؟

نہیں تو۔اس کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔

ارے کمال ہے وہ تو بڑا اجولی ہے تم سے کوئی بات نہیں کی؟

نہیں.........

علیزہ اسی حیرت سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

کالج کے گیٹ پر ہی مجھے فاطمہ مل گئی تھی وہاں فرسٹ ائیر میں میرے ساتھ پڑھتی تھی پھر اس کے بابا نے لاہور میں بزنس کرلیا تو وہ لوگ ادھر آگئے تھے میری بہت اچھی دوست تھی، بی اے میں پڑھتی ہے اسی کالج میں۔

وہ چھوٹے سے قد کی ہے؟

نہیں وہ تو لمبے قد کی گوری چٹی سی ہے۔

اچھا..........فاطمہ حیدر۔

ہاں ہاں علیزہ خوش ہوگئی۔

فاطمہ حیدر مجھ سے ایک سال جونیئر تھی اور لڑکیاں اسے جٹی پنجاب دی کہا کرتی تھیں۔ تو بس میں نے شہزاد بھائی سے کہہ دیا کہ وہ چلے جائیں میری دوست مل گئی ہے تم بھی بس بور ہی ہو، میں ہنسی۔ آدھے گھنٹے کے راستے میں تم نے کوئی بات نہیں کی میں نے کرید نے کی کوشش جاری رکھی۔

تو میں بھلا کیا بات کرتی۔ میں کوئی انہیں بہت زیادہ جانتی ہوں مجھے تو یہ بھی نہیں پتا وہ آپ کے کون ہیں۔

پپا کے دوست ہیں چچا دلنواز ان کے بیٹے ہیں۔

میں نے دل میں اطمینان محسوس کیا پتا نہیں کیوں میں نے اسے یہ نہیں بتایا کہ وہ میرے منگیتر بھی ہیں۔

شہزاد نے علیزہ کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں دی تھی وہ سارا وقت میری طرف ہی متوجہ رہا تھا حالانکہ پپا نے کھانے پر بطور خاص چچا دل نواز

سے علیزہ کا تعارف کروایا تھا۔

یہ سبحان کی بیٹی ہے۔

اچھا..........تم نے ذکر کیا تھا۔

چچا نے اسے قریب بلا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا لیکن شہزاد کا دھیان شاید میری طرف تھا کہ اس نے علیزہ کے اس تعارف پر کسی تعجب کا اظہار نہیں کیا۔

گو علیزہ کی بات پر مجھے یقین آ گیا تھا کہ اس کے اور شہزاد کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی پھر بھی میں نے اپنی تسلی کے لئے شہزاد سے بھی پوچھ لیا۔

تمہارا کیا خیال ہے علیزہ کچھ انٹیلی جنٹ ہے؟ بی اے کر لے گی ان سبجیکٹ کے ساتھ؟

میں کیا کہہ سکتا ہوں شہزاد نے سوالیہ انداز میں مجھے دیکھا۔

باتوں سے کچھ اندازہ تو ہوا ہوگا۔

باتیں اب کے شہزاد کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔

ہاں تم گئے نہیں تھے اس کے ساتھ کالج۔

گیا تو تھا لیکن بھلا میں اس سے کیا بات کرتا، کالج کے گیٹ کے پاس اس کی کوئی دوست مل گئی تھی۔

اس نے وہی بات کہی جو علیزہ نے بتائی تھی اور میرا دل مطمئن ہوگیا حالانکہ علیزہ میں کیا تھا میرے سامنے تو وہ کچھ بھی نہ تھی پہلی نظر میں تو وہ بالکل ہی عام سی لگتی تھی لیکن پتا نہیں کیوں میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ شہزاد سے بے تکلف ہو۔ شاید اپنی پوزیسیونیچر کی وجہ سے مجھے تو مما پپا کا التفات بھی برا لگتا تھا اور ظاہر ہے شہزاد کو اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی اور یوں بھی وہ دس پندرہ دن بعد ہی چکر لگاتا تھا۔

علیزہ اپنی پڑھائی میں مصروف تھی میں کبھی کبھی اسے بہت زچ کرتی

اسے تنگ کرنے میں مجھے مزہ آتا ایک دوبار میں کمپیوٹر کے پاس سے
اٹھی تو رات کے دو بج رہے تھے میں نے اسے جا کر جگا دیا، پلیز علیزہ
اس وقت چائے کو بہت جی چاہ رہا ہے یار بنا دو نازو تو اپنے کوارٹر میں
چلی گئی ہو گی۔

علیزہ نے خاموشی سے اٹھ کر چائے بنا دی جسے میں نے اس کے
جانے کے بعد واش بیسن میں گرا دیا علیزہ میری کسی بات پر احتجاج
نہیں کرتی تھی بلکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ میرے ذرا سے التفات پر
وہ بہت خوش ہوتی ہے اور میرا کام کرنے میں اسے کوئی عار نہیں ہوتا
شاید اسے وہ میری اپنائیت سمجھتی تھی۔

☆☆☆

علیزہ کو آئے ہوئے ایک ماہ تو ہونے والا تھا اس روز میرا رزلٹ آیا تھا

میں نے اے پلس گریڈ لیا تھا اور غالبا اپنے کالج میں میرے سب سے زیادہ نمبر تھے کوئی ایک بجے کے قریب مجھے نیٹ پر اپنا رزلٹ پتا چلا تو میں نے اسی وقت شہزاد کو میسج کر دیا لیکن جوابا شہزاد کی کوئی کال یا میسج نہیں آیا شاید وہ سو رہا تھا صبح میں ابھی اپنے بیڈروم میں ہی تھی کہ نازو نے آ کر بتایا شہزاد صاحب آئیں ہیں۔

میں نے جلد جلدی منہ ہاتھ دھویا اور چینج کر کے باہر آئی تو بڑا سا بکے ہاتھ میں لیے شہزاد بھی لاؤنج میں ہی کھڑا تھا اور کچن کے دروازے کے پاس کھڑی علیزہ کہہ رہی تھی۔

آئیے ڈرائینگ روم میں چلیے بازغہ آ رہی ہوں گی۔

اس کے ایک ہاتھ میں برش تھا غالبا وہ کالج جانے کے لئے تیار ہو رہی ہو گی مجھ پر پہلے اس کی نظر پڑی۔

بہت بہت مبارک ہو اتنی شاندار کامیابی کی۔

میں اندر ہی اندر بل کھا کر رہ گئی یہ لفظ میں سب سے پہلے شہزاد کے منہ سے سننا چاہتی تھی شہزاد نے بھی پلٹ کر مجھے دیکھا اور مسکرایا۔

مبارک ہو منی۔اور بکے آگے بڑھایا۔

میں نے بکے لے کر ٹیبل پر رکھا تھینک یو۔

تمہارا میسج صبح اٹھتے ہی دیکھا اور سوچا کہ خود جا کر تمہیں وش کروں۔

ڈرائینگ روم میں چلیں۔؟

ادھر ہی ٹھیک ہوں آفس جانا ہے مجھے ابھی شہزاد لاؤنج میں ہی ایک صوفے پر بیٹھ گیا علیزہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔

علیزہ جاؤ ماما کو بتا دو شہزاد آیا ہے۔

میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ سر ہلاتے ہوئے مڑی پھر نہ جانے کیسے اس کے ہاتھ سے برش نیچے گر پڑا وہ برش اٹھانے کے لئے جھکی تو ڈوپٹا اس کے سر سے سرک گیا اور پشت پر بکھرے لمبے گھنے سیاہ ریشمی

بال ادھر ادھر بکھر گئے اس کے بال کمر سے نیچے تک تھے میں نے
پہلی بار اس کے بال دیکھے تھے عموماوہ بڑا سا دوپٹا لپیٹے رکھتی تھی اور
بال غالبا چٹیاں میں بندھے ہوتے تھے وہ برش اٹھا کر ڈریسنگ روم سے نکل
گئی میں نے شہرزاد کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں ستائش تھی
اسے لمبے بال پسند تھے ایک بار اس نے بتایا تھا مجھے لیکن میرے بال تو
کندھوں تک آتے تھے بمشکل یوں بھی بچپن سے ہی میں مختلف
اسٹائل میں کٹنگ کرواتی رہتی تھی اور مجھ پر یہ اسٹائل سوٹ بھی کرتے
تھے اس لئے شہرزاد کی خواہش جان کر بھی میں اپنے بال نہیں بڑھا سکتی
تھی نہ ہی مجھ سے یہ کھڑاگ ہوتا تھا شہرزاد کی آنکھوں میں اس کے
بالوں کے لئے ستائش دیکھ کر میں نے کتنی ہی بار اسے اکسایا کہ وہ
اپنے بال کٹوا دے لیکن میری ہر بات پر سر جھکانے اور میر بات ماننے
والی علیزہ نے میری یہ بات نہ مانی تھی۔

نانی کو میرے لمبے بال پسند تھے وہ کہتی تھیں میری امی کے بال بھی

ایسے ہی تھے لمبے اور گھنے اور نانی خود ہر ہفتے میرے بالوں میں ناریل

کے تیل کا مساج کیا کرتی تھیں۔

میں دل ہی دل میں جز بز ہو کر رہ گئی۔

میں نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا تھا میرا ارادہ فزکس میں ماسٹرز

کرنے کا تھا جب کہ شہزاد چند ماہ کے لئے جرمنی چلا گیا تھا وہاں

سے اس کا ارادہ کینیڈا جانے کا تھا بزنس کے لئے حالات کا جائزہ لینا

چاہتا تھا اس کے کینیڈا میں مقیم دوست نے کینیڈا میں بزنس کرنے کا

مشورہ دیا تھا اس کا ٹور چھ سات ماہ کا تھا۔

تم بھی سکون سے پڑھو۔ شہزاد جانے سے پہلے ملنے آیا تو اس نے

کہا۔

کیوں کیا تمہارے یہاں ہونے سے میں سکون سے نہیں پڑھ سکتی؟

یہ تو خود سے پوچھو وہ شرارت سے ہنسا۔

میری بے چینیوں سے باخبر تھا وہ۔

فون تو کرو گے نا شہری؟ میں اداس ہو رہی تھی۔

یقیناً۔

میں تمہیں بہت مس کروں گا ہنی۔

میں بھی تمہیں مس کروں گی شہری۔

میرا جی چاہ رہا تھا کہ آج میں اور شہزاد اکیلے بہت دیر تک باتیں کریں لیکن یہ ممکن نہیں تھا شہزاد کو دو تین جگہوں پر جانا تھا کچھ دوستوں سے ملنا تھا اس نے مما اور پپا کا بھی انتظار نہ کیا۔

اس کی فلائٹ لیٹ نائٹ تھی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تھا جب علیزہ نے لاؤنج میں قدم رکھا اس کے کالج میں غالباً کوئی فنکشن تھا اس لئے کچھ لیٹ تھی اس کے سانولے چہرے پر ہلکی سی سرخی تھی اور اس کی آنکھیں

کسی انجانی خوشی کے احساس سے دمک رہی تھیں اور اس کے ہاتھ
میں بڑی ساری سی ٹرافی تھی۔
بازغہ! سیرت النبی ﷺ کی تقاریر کے مقابلے میں مجھے فرسٹ پرائز ملا
ہے۔
شہزاد نے دلچسپی سے اسے دیکھا اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔
گڈ۔

ٹھیک ہے علیزہ۔ لیکن تمہیں ادھر اُدھر کی ایکٹی ویٹیز میں حصہ لینے کے
بجائے اپنی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہیے۔
میں نے بظاہر نرم لہجے میں کہا اس کی آنکھیں یک دم بجھ گئیں اور وہ سر
جھکائے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
تمہیں اس کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے تھی۔
شہزاد نے آہستگی سے کہا۔

لیکن شہری! مما اس کی تعلیم پر اتنا خرچ کر رہی ہیں تو اس طرح تو وہ ضائع ہو جائے گا اگر یہ دوسری دلچسپیوں میں حصہ لیتی رہی اور تعلیم مکمل نہ کر سکی میرا لہجہ بدستور نرم تھا۔

اوکے........مجھے دیر ہو رہی ہے جانے سے پہلے تمہیں رنگ کروں گا۔

یوں شہزاد چلا گیا کچھ دن تو میں بہت اداس رہی پھر ہولے ہولے یونیورسٹی پڑھائی دوستوں کے ساتھ گپ شپ میں وقت گزرنے لگا ہفتے میں ایک بار شہزاد کا بھی مختصر سا فون آجاتا تھا میں چونکہ علیزہ کو ہر طرح سے زچ کر کے تنگ آ گئی تھی اب میں نے اسے اور طرح سے بے وقوف بنانا شروع کر دیا اور اسے خوب انجوائے کرنے لگی۔

سنو علیزہ تم نے کبھی کسی سے محبت کی؟

ہاں اپنی نانی سے بہت زیادہ اور پھر اپنی امی اور ابو سے۔

نہیں بھئی کسی لڑکے سے میں بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی اور وہ میرے وارڈ روب میں استری شدہ کپڑے ہینگ کر رہی تھی میرے اور اس کے درمیان اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی بلکہ وہ مجھے اپنی بہت اچھی دوست سمجھنے لگی تھی اور اپنی ہر بات مجھ سے شیئر کرتی تھی۔

آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں؟ اس کے رخساروں پر سرخی دوڑ گئی۔

کیا آپ کسی سے محبت کرتی ہیں؟

ہاں!

شہزاد بھائی سے؟

اوں ہوں............وہ تو کسی اور سے محبت کرتا ہے بالکل لاشعوری طور پر میرے لبوں سے نکلا اس میں میرے ارادے کا قطعی کوئی دخل نہ تھا۔

وہ تو تم سے محبت کرتا ہے۔

نہیں بھئی کسی لڑکے سے میں بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی اور وہ میرے وارڈ روب میں استری شدہ کپڑے ہینگ کر رہی تھی میرے اور اس کے درمیان اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی بلکہ وہ مجھے اپنی بہت اچھی دوست سمجھنے لگی تھی اور اپنی ہر بات مجھ سے شیئر کرتی تھی۔

آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں؟ اس کے رخساروں پر سرخی دوڑ گئی۔

کیا آپ کسی سے محبت کرتی ہیں؟

ہاں!

شہزاد بھائی سے؟

اوں ہوں.............. وہ تو کسی اور سے محبت کرتا ہے بالکل لاشعوری طور پر میرے لبوں سے نکلا اس میں میرے ارادے کا قطعی کوئی دخل نہ تھا۔

وہ تو تم سے محبت کرتا ہے۔

نہیں اس نے بے یقینی سے مجھے دیکھا۔

نہیں اس نے پھر دہرایا جیسے خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہو۔

آپ مذاق کر رہی ہیں وہ دوبارہ وارڈروب کی طرف متوجہ ہو گئی۔

نہیں یہ مذاق نہیں علیزہ سچی شہری تم سے بہت متاثر ہوا ہے اور تمہیں پسند کرنے لگا ہے کتنی ہی بار اس نے تعریف کی ہے تمہاری۔

تعریف کرنے کا مطلب محبت کرنا تو نہیں ہوتا، اس نے اطمینان سے کہا۔

یعنی وہ میری بات کو اہمیت ہی نہیں دے رہی تھی مجھے اس کی بے نیازی پر غصہ آیا اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو شہزاد جیسے لڑکے کا نام سن کر ہی تڑپ اٹھتی۔

لیکن اگر میں یہ کہوں کہ شہزاد نے خود مجھ سے کہا ہے کہ وہ تم سے محبت کرنے لگا ہے تو.........

آپ مذاق کر رہی ہیں وہ وارڈ روب بند کر کے بیڈ کے سامنے پڑی چیئر پر بیٹھ گئی۔

نہیں یہ مذاق نہیں ہے میں سنجیدہ ہوں علیزہ!

لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اب کے اس کی آنکھوں میں تذبذب سا نظر آیا میری نانی کہتی تھیں کہ مرد اور عورت کے درمیان محبت کا رشتہ شادی کے بعد ہی استوار ہوتا ہے اس سے پہلے جو کچھ ہوتا ہے وہ محض وقت گزاری یا انجوائے منٹ ہوتی ہے۔

لیکن شادی سے پہلے پسند تو ہو سکتی ہے اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کرنا گناہ تو نہیں ہے میں نے اسے قائل کرنا چاہا۔

ہاں لیکن شہزاد نے آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیسے پسند کر لیا انہوں نے یقیناً آپ سے مذاق کیا ہوگا میں اگر ہوتی ان کی جگہ تو میں آپ کو ہی پسند کرتی آپ اتنی خوبصورت اتنی دلکش ہیں اور آپ کے پاس

سب کچھ ہے اور میں نہ شکل وصورت نہ کوئی مضبوط بیک اپ باپ نہ جانے کہاں ہے اور ماں اس دنیا میں ہی نہیں بازغہ! شہزاد نے ضرور آپ کے دل کی کیفیات جاننے کے لئے مذاق کیا ہوگا آپ سے۔

اس نے بے حد یقین سے کہا اور مجھے اس کے انداز اور یقین پر جہاں حیرت ہوئی وہاں میرے اندر خوشی کے پھول سے بھی کھل اٹھے تھے میں ایسی ہوں کہ شہزاد مجھے پسند کرے مجھ سے محبت کرے اور علیزہ بھی یہ بات جانتی ہے۔

لیکن دل تو سنا ہے گدھی پر بھی آ جاتا ہے میں نے بغور اسے دیکھا۔

لیکن میں نے کبھی کسی کو کسی گدھی سے دل لگاتے نہیں دیکھا۔

ہنسی اس کی سیاہ چمکیلی آنکھوں میں چمکی اور پھر ہونٹوں پر کھل اٹھی میں لمحہ بھر کو مبہوت سی ہو کر اس کی مسکراہٹ دیکھنے لگی۔

لیکن میرا دل ایک گدھے پر آ گیا ہے میں زور سے ہنسی، وہ میرا نیٹ

فرینڈ ہے گو وہ اپنا نام ڈنگی لکھتا ہے لیکن میں اسے ڈونگی۔ کہتی ہوں اور اسے اس پر کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا وہ بہت لبرل اور بہت کشادہ دل ہے اور مجھے لگتا ہے جیسے میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔

اب وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے مجھے دیکھ رہی تھی۔

لیکن بازغہ! میں نے اخبارات اور میگزینز میں پڑھا ہے کہ یہ نیٹ فرینڈز تو نرے فراڈ ہوتے ہیں پلیز آپ اس سے فوراً بات چیت کرنا چھوڑ دیں وہ ایک دم ہی بڑی آپا بن کر مجھے نصیحتیں کرنے لگی تھی مجھے دل ہی دل میں ہنسی آئی۔

شہزاد کتنے اچھے ہیں آپ ان کے متعلق سوچیں وہ ضرور آپ سے محبت کرتے ہیں اس روز وہ آپ کے لئے پھول لائے تھے سارے سرخ گلاب تھے وہ بہت خلوص سے کہہ رہی تھی لیکن میں .... میں پتا نہیں کیوں ایسا کر رہی تھی مجھے خود بھی نہیں معلوم شاید میرا مقصد محض

تفریح لینا تھا یا پھر اسے تنگ کرنا دیکھ پہنچانا، پتا نہیں کیوں؟ حالانکہ اس نے میرا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔

لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ شہری کا دل تم پر آ گیا ہے وہ تم سے محبت کرتا ہے۔

پلیز بازغہ ایسا پھر مت کہیے گا۔ میں ایسی باتیں پسند نہیں کرتی اور نہ ہی میں اس طرح کی محبت پر یقین رکھتی ہوں۔

کیوں کیا سبحان ماموں نے تمہاری امی سے محبت نہیں کی تھی سنا تھا دونوں کی لو میرج تھی۔

نہیں.......... یہ غلط ہے اس نے تڑپ کر کہا نانی نے مجھے بتایا تھا کہ ایک بار ابو شکار کھیلنے ان کے گاؤں آئے ہوئے تھے ہمارے گاؤں میں تیتر اور ہرن بہت ملتے ہیں گاؤں سے آگے جنگل میں تو ابو بھی کچھ دوستوں کے ساتھ آئے تھے دوست واپس چلے گئے لیکن وہ بیمار

پڑ گئے تھے اس لئے رک گئے شام کو بخار کی حالت میں ڈاک بنگلے

سے نکلے تو نانی کے گھر کے سامنے بے ہوش ہو کر گر پڑے بہت تیز

بخار تھا نانی انہیں ملازم لڑکے کی مدد سے اٹھا کر گھر لے آئیں۔

ارے یہ تو بڑی فلمی اسٹوری ہے میری آنکھوں میں تمسخر تھا وہاں یقیناً

تمہاری امی نے ان کی خدمت کر کے ان کا دل مٹھی میں لے لیا ہو گا۔

نہیں ایسا نہیں تھا۔ امی تو شہر میں تھیں ہاسٹل میں رہتی تھیں پڑھائی

کے لئے نانی نے ابو کی تیمارداری کی تھی اور ابو ان کی محبت سے متاثر

ہوئے تھے اور انہوں نے نانی سے کہا تھا وہ کسی بہت اچھی وفادار اور

خیال رکھنے والی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں انہیں اپنی والدہ کی

پسند کی ہوئی لڑکی پسند نہ تھی وہ کہتے تھے کہ وہ بہت تھک گئے ہیں اور

انہیں گھریلو سکون اور محبت چاہیے انہوں نے خود خواہش ظاہر کی تھی کہ

وہ امی سے شادی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ انہوں نے امی کی صرف

تصویر دیکھی تھی نانی کے کمرے میں ان کی ٹیبل پر پڑی رہتی تھی نانی

نے بہت منع کیا تھا ان کے خیال میں ابو کے اور امی کے اسٹیٹس میں

بہت فرق تھا لیکن ابو کہتے تھے کہ امی بھی نانی جیسی ہوں گی کیونکہ نانی

نے ان کی تربیت کی ہے یوں ابو کی شادی امی سے ہوئی حالانکہ امی

تب ماسٹرز کر رہی تھیں اور امی نے اپنا ماسٹرز شادی کے بعد مکمل کیا ابو

کو امی سے بہت محبت تھی لیکن یہ محبت شادی کے بعد شروع ہوئی تھی وہ

بہت جذباتی ہو رہی تھی۔

ایسا ہی ہوا ہو گا یار! لیکن یہ آج سے چوبیس سال پہلے کی بات ہے اب

زمانہ بہت بدل گیا ہے میں اسے قائل کرنا چاہتی تھی اسے یقین دلانا

چاہتی تھی کہ شہرزاد اس سے محبت کرتا ہے لیکن میں دیکھ رہی تھی کہ اس

کی آنکھوں میں بے یقینی ہے وہ کچھ دیر بعد اپنے کمرے میں چلی گئی تو

میں نے مٹھیاں بھینچیں اور سوچا............ تم کیا چیز ہو علیزہ بی بی میں

تمہیں یقین دلا کر رہوں گی شہزاد کی محبت کا جب تمہیں یقین آ جائے گا تب.......تب تمہیں پتا چلے گا کہ شہزاد ملک تو میرا.........بازغہ علی کا منگیتر ہے اس وقت تمہاری حالت دیدنی ہو گی میں نے قہقہہ لگایا۔

اور پھر اگلے چھ ماہ میں اسے یقین دلانے کی کوشش کرتی رہی کہ شہزاد واقعی اس کی محبت میں گوڈے گوڈے ڈوب چکا ہے، ہولے ہولے اس کے دل میں سیندھ لگ رہی تھی کبھی شہزاد کی طرف سے کوئی پیغام دے کر کبھی کوئی کارڈ بھیج کر کبھی کوئی جملہ بتا کر کبھی کسی ای میل کا ذکر کر کے وہ خاموش رہتی اب وہ بحث نہیں کرتی تھی بس کبھی کبھی مسکرا دیتی۔

آپ بھی بس بازغہ.........اگر انہوں نے میرا حال پوچھ لیا تو یہ ان کی مہربانی ہے شاید آپ کی کزن سمجھ کر۔

میں دل میں ہنستی۔

شہری کو تو میرے اور اس کے رشتے کا علم ہی نہیں اور ایسا میں نے شعوری طور پر کیا تھا کہ شہری کو معلوم ہی نہ ہو سکے کہ علیزہ کا ہم سے کیا رشتہ ہے میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ مروت میں بھی محض اس رشتے کا لحاظ کر کے اس سے بات کرے اور دوسری طرف میں خود علیزہ کے دل میں شہزاد کا خیال پیدا کر رہی تھی شہزاد ایسا نہیں تھا کہ اسے نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔

٭٭٭

شہزاد آ رہا تھا اس نے اطلاع دی تھی اور جب میں نے مما کو بتایا کہ اتوار کو صبح آٹھ بجے کی فلائٹ سے شہزاد آ رہا ہے تو علیزہ اس وقت مما کے کمرے میں ہی بیٹھی نہ جانے کیا کر رہی تھی میں نے اس کی

آنکھوں میں جگنو دمکتے اور چہرے پر رنگ بکھرتے دیکھے اور دل ہی دل میں نعرہ لگایا ہرا۔ آخر میری محنت رنگ لائی تھی پتھر پر بھی قطرہ قطرہ پانی پڑتا رہے تو اس میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے اور یہ تو پھر ایک کمزور دل لڑکی تھی محض علیزہ کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کے لئے میں نے اسے بھی ائیر پورٹ چلنے کے لئے کہہ دیا تھا مما نے میرے اس التفات کو حیرت سے دیکھا وہ جانتی تھیں کہ میں علیزہ کو اپنے ساتھ باہر لے جانا پسند نہیں کرتی۔

میں جا کر کیا کروں گی پھر وہاں نہ جانے کتنا وقت لگ جائے اور مجھے پڑھنا ہے پیپرز کی تیاری کرنا ہے۔

علیزہ نے انکار کیا تو مما نے اس کی تائید کی شاید انہیں بھی علیزہ کا جانا مناسب نہیں لگا تھا لیکن میرے دماغ میں جب کوئی بات سما جاتی تھی تو میں اسے پورا کر کے ہی چھوڑتی تھی سو میں نے علیزہ کو تیار کر ہی لیا

کہ وہ میرے ساتھ چلے صبح جب وہ تیار ہو کر باہر نکلی تو ایک لمحہ کو میں بھی ٹھٹک گئی یہاں آ کر اس کا رنگ خاصا نکھر گیا تھا چہرہ بھی قدرے بھر گیا تھا وہ اچھی خاصی دلکش لگ رہی تھی مگر میرے مقابلے میں تو کچھ بھی نہ تھی میں بہت اہتمام سے تیار ہوئی تھی چھ سات ماہ بعد شہر زاد آ رہا تھا میری بے قراری اور اضطراب میری ہر حرکت سے ظاہر ہو رہی تھی جسے چھپانے کی میں کوشش کر رہی تھی۔

ایک لمحہ کو میرا جی چاہا اسے منع کر دوں لیکن جب اس نے مجھے آتے دیکھ کر ہاتھ میں اٹھائی چادر اوڑھ لی تو میرے دل کو قدرے اطمینان سا محسوس ہوا اس کا دل کش سراپا اس چادر میں چھپ گیا تھا اور کچھ چادر کا رنگ ایسا تھا کہ اس کا چہرہ پھیکا پھیکا سا لگنے لگا۔

رنگ بھی اپنے اندر عجیب طاقت رکھتے ہیں ایک ہی رنگ کسی کو نمایاں کر دیتا ہے اور کسی کو بے رنگ بنا دیتا ہے مما اور پپا بھی اسے ریسو

کرنے ائیر پورٹ جارہے تھے کہ وہ صرف دل نواز انکل کا بیٹا نہ تھا
ان کا داماد بھی تھا۔

شہزاد پہلے سے زیادہ ہینڈسم اور اسمارٹ ہو گیا تھا اس کی آنکھوں میں
میرے لئے بہت سے جذبے تھے اس نے مجھے بہت پرشوق نظروں
سے دیکھا تھا میں والہانہ اس کی طرف بڑھی مگر پھر کچھ فاصلے پر رک گئی
تھی۔

کیسے ہو شہزاد۔؟

فائن اور تم.........

میں بھی ٹھیک ہوں۔

میں نے مڑ کر علیزہ کی طرف دیکھا مما کے ساتھ کھڑی وہ بے حد عام
اور معمولی سی لگی مجھے مما اور پپا سے مل کر شہزاد نے ایک سرسری سی نظر
اس پر ڈالی تھی۔

اور آپ کیسی ہیں علیزہ پڑھائی ٹھیک جارہی ہے۔

جی۔

میں نے دیکھا علیزہ کی آواز میں لرزش تھی اور اس کی نظریں جھکی ہوئی

تھیں شہزاد فوراً ہی دل نواز چچا سے لپٹ گیا جو ابھی پہنچے تھے۔

ٹریفک میں پھنس گیا تھا یار شکر ہے تم لوگ پہنچ گئے تھے پہلے۔

چچا دل نواز پپا سے مخاطب تھے اور شہزاد چاچی سے مل رہا تھا لیکن

میں علیزہ کو دیکھ رہی تھی جو کبھی کبھی نگاہ اٹھا کر شہزاد کو دیکھتی اور پھر

نظریں جھکا لیتی لیکن اس کی جو نظریں شہزاد کی طرف اٹھتی تھی ان کے

رنگ بہت مختلف تھے۔

بے چاری میں دل ہی دل میں ہنسی اور اس رات دیر تک اپنے موبائل

فون پر شہزاد سے باتیں کرتے ہوئے میں نے علیزہ کی دو تین بے

وقوفیاں اپنے پاس سے گڑھ کر شہزاد کو بتائیں وہ چڑ سا گیا۔

کہا! ناپسند نہیں کرے گا اس کی مسکراہٹ دم توڑ دیتی اور رنگ زرد پڑ

جاتا۔

اسی لئے تو شہری کہتا ہے کہ وہ کبھی بھی تمہیں خواب نہیں دکھانا چاہتا

ایسے خواب جن کی تعبیر وہ نہیں دے سکتا بس وہ ساری زندگی تم سے

محبت کرتا رہے گا اور اس محبت کو کبھی تم پر ظاہر نہیں کرے گا مر کر بھی

نہیں ہی از آ گریٹ مین۔

لیکن اس سے کیا فرق پڑا بازغہ! جو خواب شہزاد نے مجھے نہیں دکھائے

وہ آپ نے میری آنکھوں میں بھر دیئے اور اب ان کی کرچیاں ہمیشہ

مجھے چبھتی رہیں گی۔

اس کی آنکھوں میں اور چہرے پر ایسی کیفیت تھی کہ اس روز پہلی بار

مجھے لگا کہ میں علیزہ کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گئی ہوں میرا

دل چاہا کہ میں زور سے قہقہہ لگاؤں۔

لیکن میں نے اپنا قہقہہ اپنے اندر ہی گھونٹ کر معذرت طلب نظروں سے علیزہ کی طرف دیکھا۔

سوری علیزہ میں تو............میرا مقصد تمہیں تکلیف پہنچانا نہ تھا میں تو تمہیں بتانا چاہتی تھی کہ تم ہو ہی اتنی اچھی کہ تمہیں شہزاد جیسا شخص چاہیے لیکن شاید مجھے نہیں بتانا چاہیے تھا۔

علیزہ خاموش ہی رہی۔ اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا لیکن اس روز وہ مجھے سارا دن بہت اداس اداس لگی احمق بے وقوف میں نے دل ہی دل میں کہا۔ آئینے میں اپنی شکل تو دیکھے پہلے اور پھر خوابوں سے آنکھیں سجائے۔

☆ ☆ ☆

پھر بہت سارے دن یونہی گزر گئے میں اپنی پڑھائی میں مصروف تھی

اور وہ امتحان میں........امتحان کے بعد وہ دو تین دن گھر پر ہی رہی امتحان کی تھکن دور کرنے کے لئے میں نے بھی چونکہ امتحان کی تیاری کے لئے چھٹیاں کی ہوئی تھیں اس لئے جب پڑھائی سے تھک جاتی تو اسے تنگ کرنے لگتی کبھی شہزاد کی کوئی بات کہہ کر کبھی یونہی، اس کی توہین کرکے۔

میں نے دیکھا تھا وہ زیادہ تر ممّا کے ساتھ لگی رہتی تھی شہزاد نے کینیڈا میں مارکیٹ کا جائزہ لے لیا تھا اور چاچا سے مشورہ کرکے وہ ایک بار پھر کینیڈا چلا گیا تھا اس بار وہ زیادہ دنوں کے لئے نہیں گیا تھا۔

تم امتحان سے فارغ ہو چکی ہو گی میرے آنے تک اور پھر فائنل کا ایک سال اور........

جاتے جاتے اس نے کہا تھا اور میرا دل کتنی ہی دیر تک معمول سے زیادہ رفتار میں دھڑکتا رہا تھا۔

ابھی میں امتحان دے کر فارغ ہوئی ہی تھی کہ کراچی سے زریں آنٹی کی بیٹی کی شادی کا بلاوا آ گیا وہ چاہ رہی تھیں کہ کم از کم ہفتہ بھر پہلے ہم لوگ شادی میں شرکت کے لئے آ جائیں میں تو ویسے بھی فارغ تھی۔

شہزاد کو دوبارہ وہاں گئے دو ماہ سے زیادہ ہونے والے تھے اس نے بتایا تھا کہ وہ بزنس سیٹ کر رہا ہے اور ابھی اسے چند دن اور لگ جائیں گے وہاں جو شخص اسے ملا تھا اور جس کے ساتھ مل کر اس نے بزنس شروع کیا تھا شہزاد کو اس پر بہت اعتماد تھا۔

بہت نفیس شخص ہے بزنس سیٹ کر کے اور سب معاملات دیکھ کر میں تو آ جاؤں گا پھر کبھی کبھار سال چھ مہینے بعد ہفتے بھر کے لئے چکر لگا لیا کروں گا ادھر کا سارا کام وہ ہی دیکھیں گے۔

زریں آنٹی کے بلاوے نے میرے اندر جوش سا بھر دیا تھا یوں بھی

مجھے زریں آنٹی سے بہت محبت تھی اور انہیں بھی مجھ سے بہت پیار تھا اور بقول مما کے میں بہت حد تک اپنی آنٹی کی طرح تھی مزاجا کچھ خود پسند اور مغرور سی مما کی کبھی زریں آنٹی سے نہیں بنی تھی وہ انہیں بالکل پسند نہ کرتی تھیں جانے سے پہلے میں نے شہزاد کو بتایا کہ میں کراچی جا رہی ہوں اور شہزاد نے کہا انشاءاللہ میری واپسی تک وہ بھی پاکستان پہنچ جائے گا لیکن وہ تو میرے جانے کے تین چار دن بعد ہی واپس آگیا تھا۔

میں نے کراچی سے دو تین بار اسے میسج کیا لیکن کوئی جوابی میسج نہ آیا تو میں بھی شادی کی رونقوں میں کھوئی رہی۔

بہت مزہ آرہا تھا آنٹی زریں کے سسرالی رشتہ داروں نے خوب رونق لگا رکھی تھی۔

مایوں والے دن پپا اکیلے آگئے اور مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ مما نہیں

راکھ ہوا ہے دل

محبت خدا کی بنائی وہ شئے ہے جو کسی نہ
کسی روپ میں انسان کے اندر پنپتی رہتی
ہے کبھی وہ خود اس کو موت کے دہانے لا
کھڑا کرتا ہے تو کبھی موت اسے۔

ارے آپ کب آئے؟ شہزاد کو دیکھ کر میرے اندر باہر رنگ ہی رنگ بکھر گئے تھے جب بھی آیا.......... یہ دیکھو تمہارے استقبال کے لئے یہاں موجود ہوں وہ مسکرایا اور اس کے دائیں رخسار پر بنتے بھنور میں میں کھو سی گئی۔

شہری کو آئے نو دس دن تو ہو ہی گئے ہیں مما نے بتایا اور تھینک گاڈ کہ یہ آ گیا ورنہ میں تو بہت اپ سیٹ تھی تمہارے پپا کے جانے کے فوراً بعد علیزہ کا ٹمپریچر شوٹ اپ کر گیا تھا ڈاکٹر نے کہا اسے ہاسپٹلائز کرنا پڑے گا۔ میں تو اتنی گھبرا گئی تھی کہ تمہارے پپا کو فون کرنے لگی تھی لیکن شہری آ گیا اور اس نے فون کرنے سے منع کر دیا توبہ! اس کا ٹمپریچر تو کم ہوتا ہی نہیں تھا۔

مما نے تفصیل بتائی تو میرا دل یک دم بجھ سا گیا۔

تو شہزاد یہاں تھا اور اس نے مجھے رنگ تک نہ کیا اور جب رات کو

اس سے میری بات ہوئی تو میں نے فوراً گلہ کیا۔

آپ تو علیزہ کی تیمارداری میں ایسے کھوئے کہ مجھے رنگ تک نہیں کیا۔

ایسی بات نہیں تھی بازغہ! تم شادی میں شرکت کے لئے گئی ہوئی تھیں

ظاہر ہے وہاں تم اکیلی نہ تھیں مجھے مناسب نہیں لگا تھا۔

لیکن پتا نہیں کیوں میرا دل اس کی وضاحت پر مطمئن کیوں نہیں ہوا

تھا میری آنکھوں کے سامنے تو علیزہ کا چہرہ تھا نکھرا نکھرا اور سیاہ آنکھوں

میں عجب مقناطیسی چمک تھی جب ہمارے آنے کے کچھ دیر بعد وہ ٹرالی

میں چائے کے لوازمات لائی تو اس نے وہی سفید سوٹ پہنا ہوا تھا

آج دوسری بار میں نے اسے سفید سوٹ میں دیکھا تھا بڑا سا کلف لگا

دوپٹہ اس نے اچھی طرح پھیلا کر لیا ہوا تھا سچ تو یہ ہے کہ آج وہ اس

سوٹ میں اس روز سے بھی زیادہ اچھی لگ رہی تھی لانبی گھنی پلکیں

اس کے رخساروں پر جھکی ہوئی تھیں مجھے اور پپا کو سلام کر کے وہ سب کو

پلیٹیں پکڑانے لگی جب وہ میرے قریب آئی تو میں نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا اس کی آنکھوں میں جو دمک تھی اور اس کے رخساروں پر جو رنگ بکھرے تھے یہ تو کچھ اور ہی کہانی سنا رہے تھے۔

میرا دل دھک سے رہ گیا۔تو کیا شہزاد اور علیزہ..........علیزہ اور شہزاد.......نہیں بھلا یہ کیسے ممکن ہے میں نے خود ہی اپنے آپ کو جھٹلا دیا۔

مما تو تمہاری بیماری کی کہانی سنا رہی ہیں لیکن تم تو پہلے سے زیادہ نکھری ہوئی لگ رہی ہو۔

اچھا......!اس نے سادگی سے کہا پھپھو نے اتنا کھلایا پلایا جوس سوپ فروٹ اور جانے کیا کیا۔

اس نے کبابوں کی پلیٹ اٹھا کر شہزاد کے سامنے کی۔

یہ کباب لیں پلیز۔میں نے بنائے ہیں۔

شہزاد نے مسکرا کراس کی طرف دیکھا گو اس وقت میرا موڈ قطعی کچھ لینے کا نہیں لیکن آپ نے بنائے ہیں تو پھر ضرور چکھوں گا یقیناً اچھے بنے ہوں گے۔

شہزاد کی اس تعریف پر میں جل ہی تو گئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے ان دنوں میں خاصی بے تکلفی ہو چکی تھی دونوں میں۔

میں اچانک اٹھ کھڑی ہوئی میں کچھ دیر ریسٹ کروں گی۔

ہاں ضرور..............شہزاد نے میری طرف دیکھا۔ ہماری پاکستانی شادیوں میں تو بندہ تھک کر چور ہو جاتا ہے آج سو کر تھکن اتار لو۔

میں نے شہزاد کی بات کا کوئی جواب نہ دیا، صرف سر ہلا دیا اور اپنے کمرے میں آ گئی لیکن نیند کہاں مجھے خواہ مخواہ ہی علیزہ اور شہزاد پر غصہ آ رہا تھا پھر نہ جانے کب یونہی جلتے کڑھتے میں سو گئی میری آنکھ

موبائل کی بیل پر کھلی تھی شہزاد کا نمبر تھا۔

جی شہزادی صاحبہ۔ کہیے تھکن اتری؟ شہزاد کا لہجہ شوخ تھا بہت اداس

ہو رہا تھا تمہارے بنا۔

جھوٹ ذرا بھی اداس نہیں تھے۔

یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو۔

تیمار داریوں میں جو مصروف تھے

اوہ جیلسی۔ شہزاد نے قہقہہ لگایا لیکن ڈیئر ایسی بات نہ تھی اس نے

وضاحت کی اور علیزہ بے چاری واقعی بہت بیمار تھی اور ہاں تم نے کبھی

یہ ذکر ہی نہیں کیا کہ علیزہ تمہاری کزن ہے۔

ایک لمحہ کو تو میں چپ ہو گئی۔

بس یونہی........دراصل اتنا عرصہ تک ہمیں اس کا علم ہی نہیں تھا اور

پھر میں تو شروع سے ہی سمجھتی رہی کہ مما اسے ہمدردی میں اٹھا لائی

ہیں یہ تو بعد میں مجھے پتا چلا کہ۔

خیر..........شہزاد نے میری بات کاٹ دی بہت دن ہو گئے اکٹھے

مل کر بیٹھے ہوئے کل باہر چلتے ہیں۔

شہزاد کی گفتگو اور اس کا لہجہ ویسا ہی تھا دل کو ذرا اطمینان ہوا لیکن پھر

بھی اگلی صبح میں نے اپنی تسلی کے لئے علیزہ سے پوچھا۔

علیزہ! شہری نے کچھ کہا تم سے؟

کیا۔اس نے پوچھا۔

کوئی خاص بات کسی جذبے کا اظہار؟

نہیں تو علیزہ کی آنکھوں میں ہلکی نمی سی میں نے محسوس کی۔

آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ وہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتے۔

اوہ ہاں.........میں چونکی۔وہ اپنے جذبے اپنے دل میں ہی دفن کر

لے گا بھلا جو راہ منزل تک نہ لے جائے اس پر چلنے کا فائدہ۔

جی صحیح کہا آپ نے۔علیزہ کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔

ویسے سچ بتاؤ علیزہ! شہری تمہیں کیسا لگا؟

وہ بہت اچھے ہیں بازغہ! بہت ہمدرد اور مخلص ہے جب میں ہاسپٹل میں تھی تو پھپھو کے ساتھ وہ بھی وہاں تھے اور مجھ سے باتیں کرتے رہتے تھے بہت اچھی گفتگو کرتے ہیں۔اس کے لہجے میں سادگی تھی۔

سچ بتانا علیزہ کیا تم نے اپنے دل میں شہری کے لئے کوئی جذبہ محسوس کیا؟

ابھی آپ نے ہی تو کہا ہے کہ جو راہ منزل کی طرف نہ لے کر جائے اس پر چلنے کا فائدہ۔

مجھے علیزہ اور شہزاد دونوں کی طرف سے مطمئن ہو جانا چاہیے تھا لیکن پتا نہیں کیوں میرے دل کو دھڑکا سا لگا ہوا تھا شہزاد جب بھی آتا علیزہ کا ضرور پوچھتا۔

اس سے بہت نرم لہجے میں بات کرتا اس سے گفتگو کر کے محظوظ ہوتا وہ اپنے کمرے میں ہوتی تو اسے ضرور بلواتا۔ بھئی یہ علیزہ بی بی کہاں ہیں؟

اکثر جب بھی وہ چائے یا کھانے کے لئے رک جاتا تو علیزہ اور اس کے درمیان کسی نہ کسی ادبی موضوع پر بحث چھڑ جاتی تو پھر وہ جیسے مجھے بھی فراموش کر دیتا تھا وہ دونوں بحث میں یوں الجھے ہوتے تھے جیسے وہاں کوئی اور ہے ہی نہیں۔

اور اکثر ایسی بحثوں کے بعد وہ مجھ سے کہتا۔

علیزہ کے پاس بہت نالج ہے اور یار اس نے ایسی ایسی کتابیں پڑھ رکھی ہیں جو اس کی عمر لڑکیاں کبھی نہیں پڑھتیں بلکہ انہیں نام تک نہیں معلوم ہوتا ان کا۔

اس کے لہجے میں علیزہ کے لئے ستائش ہوتی۔

میں ہمیشہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی مجھے علیزہ کے وجود سے

نفرت محسوس ہوتی تھی تب میں نے مما سے کہا۔

مما! آپ نے کہا تھا کہ ضرورت ہوئی تو آپ علیزہ کو ہاسٹل بھیج دیں

گی تو بھیج دیجئے پلیز۔

کیوں؟ مما نے سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا۔

بس یونہی مجھے وہ اچھی نہیں لگتی۔

چند ماہ بعد تمہاری شادی ہو جائے گی پھر اس کے یہاں رہنے سے

تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔

پڑتا ہے مما کیا وہاں گاؤں میں ایسا کوئی نہیں تھا جو اسے اپنے پاس رکھ

سکتا۔

گاؤں میں تو کیا فرحان ہی بار بار فون کر رہا ہے کہ علیزہ کو میں اس

کے پاس بھیج دوں اس کے سونے گھر میں بھی رونق ہو جائے گی۔

میں ہمیشہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی مجھے علیزہ کے وجود سے نفرت محسوس ہوتی تھی تب میں نے مما سے کہا۔

مما! آپ نے کہا تھا کہ ضرورت ہوئی تو آپ علیزہ کو ہاسٹل بھیج دیں گی تو بھیج دیجیے پلیز۔

کیوں؟ مما نے سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا۔

بس یونہی مجھے وہ اچھی نہیں لگتی۔

چند ماہ بعد تمہاری شادی ہو جائے گی پھر اس کے یہاں رہنے سے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔

پڑتا ہے مما کیا وہاں گاؤں میں ایسا کوئی نہیں تھا جو اسے اپنے پاس رکھ سکتا۔

گاؤں میں تو کیا فرحان ہی بار بار فون کر رہا ہے کہ علیزہ کو میں اس کے پاس بھیج دوں اس کے سونے گھر میں بھی رونق ہو جائے گی۔

فرحان ماموں کی اولاد نہ تھی ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جو تین ماہ کا ہو کر مر گیا پھر اللہ نے انہیں اولاد کی نعمت سے نہ نوازا تھا۔

تو پھر بھیج دیں نا۔ میں نے فورا کہا۔

فرحان اس کی ساری ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہے لیکن میں اسے نہیں بھیجنا چاہتی میں عادی ہو گئی ہوں اس کی۔

مما نے صاف انکار کر دیا۔

آپ سے زیادہ فرحان ماموں کا حق ہے اس پر۔ میں نے جل کر کہا۔

آخر وہ تمہیں کیا کہتی ہے منی! مما سنجید ہو گئیں۔

اب میں مما سے کیا کہتی کہ مجھے اس سے کیا خوف ہے جو پودا میں نے محض تفریح طبع کے لئے اس کے دل میں اگایا تھا مجھے ڈر تھا کہ کسی روز وہ تناور درخت نہ بن جائے اور پھر جس طرح شہرزادا سے سراہتا تھا اس سے بھی مجھے خطرے کی بو آتی تھی مجھے یوں لگنے لگا تھا جیسے اس

میں اور شہزاد میں بہت سی عادتیں ایک جیسی ہیں ان کے شوق بھی
ملتے جلتے ہیں۔

اور میں مما کی بات کا جواب دیئے بغیر ان کے کمرے سے چلی آئی
پہلے شہزاد میری گفتگو میں علیزہ کے تذکرے پر چڑتا تھا اور اب میں
اس کی گفتگو میں علیزہ کے ذکر پر جل بھن جاتی تھی حالانکہ سب کچھ
ویسا ہی تھا شہزاد کا رویہ اس کا نوٹس کرنا کبھی کبھار مجھے ڈنر پر یا آؤٹنگ
پر لے جانا اور باتوں کے دوران کوئی ذومعنی جملہ کہہ دینا۔

☆☆☆
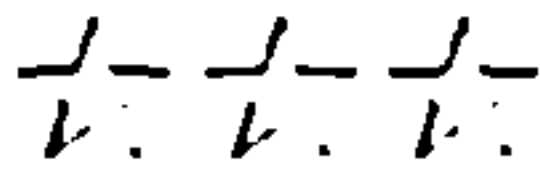
وقت تیزی سے گزر رہا تھا اور میرا رویہ علیزہ کے ساتھ خاصا خراب ہو
چکا تھا کبھی کبھی وہ حیران ہو کر مجھے دیکھتی تھی اور کبھی میں شعوری طور پر
اپنا رویہ بدل لیتی تو وہ خوش ہو جاتی اور مجھے سمجھانے بیٹھ جاتی۔

لگتا ہے بازغہ! آپ پڑھائی کی بہت ٹینشن لے رہی ہیں اتنی ٹینشن نہ لیا کریں اب اس کو کیا خبر تھی کہ میری اصل ٹینشن تو وہ ہے مجھے کبھی کبھی خود پر غصہ آتا کہ آخر میں نے کیوں اس کے دل میں شہزاد کا خیال پیدا کیا میں محسوس کرتی تھی کہ شہزاد کی آمد پر اس کی آنکھیں دمکنے لگتی تھیں اور میرا بس نہیں چلتا تھا کہ اس کی آنکھیں نکال دوں میں کسی نہ کسی طرح اسے زک پہنچانے کی کوشش کرتی تھی۔ مما نے مجھے ٹیلر سے کپڑے لانے کو کہا۔

بنی! تم ٹیلر کو کپڑے دینے جا رہی ہو تو میرا اور علیزہ کا سوٹ بھی لیتی آنا اس کے کالج میں فنکشن ہے میں نے سلنے کے لئے دیا تھا۔

مما اس کا خیال بیٹی کی طرح رکھتی تھیں میں دیکھ رہی تھی کہ اب اس کے ڈریسز کی فٹنگ بہت اچھی ہوتی تھی اور اس کے خوبصورت جسم پر یہ فٹنگ والے ڈریسز خوب سجتے تھے۔

یہ لو علیزہ فنکشن کے لئے۔

لیکن پھپھو! میرے پاس تو پہلے ہی اتنے ڈھیر و کپڑے تھے۔

تو کیا ہوا اب فنکشن میں تم کیا پرانا ڈریس پہنو گی۔

پھپھو آپ........ آپ بہت اچھی ہیں اس نے ان کے گلے میں

بانہیں ڈال کر ان کا رخسار چوم لیا اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں اور مما کی

کسی بھی مہربانی پر اس کی آنکھیں یونہی نم ہو جاتی تھیں۔

دو دن بعد شام کو جب میں تیار ہو کر باہر لاؤنج میں آئی تو مما ئی وی

لاؤنج میں کہیں جانے کے لئے تیار بیٹھی تھی۔

کہیں جا رہی ہیں مما۔؟

ہاں مجھے مسز آفندی کے ہاں اور علیزہ کو فنکشن میں جانا تھا وہ تیار ہو

رہی ہے اسے ڈراپ کرتے ہوئے جاؤں گی اور تم بھی کہیں جا رہی ہو

کیا؟

وہ شہری آرہا ہے مجھے لینے زیادہ دور نہیں بس یہاں ریسٹورنٹ تک جائیں گے ایک کپ کافی پئیں گے بس۔

میں نے بتایا تو مما نے سر ہلا دیا۔ تب ہی کچھ بوکھلائی ہوئی سی علیزہ اپنے کمرے سے باہر آئی۔

پھپھو! یہ کپڑے اس بار ٹیلر نے............ بہت کھلے اور لمبے سی دیئے ہیں میں کوئی اور پہن لوں؟

دوپٹے سے بے نیاز گھٹنوں سے بہت نیچے تک لمبی قمیض کندھے لٹکے ہوئے اور اتنے ڈھیلے جیسے کسی کی مانگ کر پہنی ہو، عجب ہونق سی لگ رہی تھی وہ مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی مما نے گھور کر مجھے دیکھا۔

ہاں جاؤ جلدی سے چینج کر لو دیر ہو جائے گی۔

جی! وہ مڑی ہی تھی کہ شہزاد نے لاؤنج میں قدم رکھا۔

السلام علیکم شہزاد کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا اور پھر تقریباً بھاگتے

ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

یہ علیزہ کو کیا ہوا؟ شہزاد حیران سا پوچھ رہا تھا۔

کچھ نہیں۔ مما نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا دراصل اس کے کالج میں فنکشن ہے اسے تیار ہونا ہے۔

نازو! پانی لاؤ۔ مما نے نازو کو آواز دی اور فون پر کسی کا نمبر ملانے لگیں

شہزاد میری طرف متوجہ ہو گیا۔

کیسی ہو؟

اچھی ہوں۔

وہ تو تم ہو ہی۔ شہزاد مسکرایا۔

اقبال صاحب! یہ شرٹ علیزہ کی آپ نے سی ہے علیزہ کا ناپ ہے یا کسی ہاتھی کا۔ مما کی آواز خاصی بلند تھی میں اور شہزاد چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

اوہ مائی گاڈ.........مما ٹیلر کو فون کر رہی تھیں میں نے سخت گھبراہٹ محسوس کی مما کے ردعمل کے متعلق میں کچھ انداز تو نہیں کر سکی۔

کیا مطلب اقبال صاحب ہی نے.........کیا ہی نے ناپ تبدیل کرنے کو کہا تھا؟

مما پوچھ رہی تھیں۔

چلیں شہزاد میں نے شہزاد کی طرف دیکھا تب ہی نازو جوس لے کر آگئی شہزاد نے شکریہ کہہ کر جوس اٹھایا۔

آپ! نازو نے میری طرف دیکھا۔

نہیں۔ مجھے ازحد گھبراہٹ ہو رہی تھی کیا ضروری تھا کہ یہ بالا اسی وقت سوٹ پہن کر آتی جب شہزاد کو آنا تھا گو مجھے اندازہ تو تھا کہ مما ناراض ہوں گی لیکن میرا یہ خیال نہیں تھا کہ شہری کے سامنے اف شہزاد گھونٹ گھونٹ کر کے جوس لے رہا تھا۔

مما فون کریڈل پر ڈال کر صوفے پر بیٹھ گئیں اور ٹیبل پر پڑا گلاس اٹھا کر جوس پینے لگی تھیں انہوں نے ایک لفظ تک نہ کہا بلکہ انہوں نے میری طرف دیکھنے سے بھی گریز کیا تھا اور شہرزاد سے چچا دل نواز اور چچی کے متعلق پوچھنے لگی تھیں میں ایک اطمینان بھرا سانس لے کر بیٹھ گئی۔

جوس لے لو۔ شہری نے میری طرف دیکھا۔

اوہ.......... ہاں۔ میں نے اب جوس کا گلاس اٹھالیا۔ مجھے اس وقت واقعی جوس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کچھ دیر بعد علیزہ تیار ہو کر آ گئی ایک لمحہ کو تو میں مبہوت رہ گئی ہلکا سا نیچرل لک دیتا میک اپ کافی کلر میں میرون شیڈ دیتی لپ اسٹک بڑا ہی خوبصورت کلر تھا اور اس کے خم دار ہونٹوں پر بہت سج رہا تھا سیاہ چمکیلے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے بریزے کا سوئس لان میں ڈل اورنج شیڈ کا سوٹ جس میں ہلکی سی

پنک کلر کی آمیزش تھی بے حد سج رہا تھا گلے اور بازوؤں پر خوبصورت لیس لگی تھی جس میں کہیں کہیں ستارے لگے تھے یہ سوٹ بھی ظاہر ہے مما نے دلوایا وہ گا اسے۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔ مما نے تعریف کی تو اس کی پلکیں جھک گئیں اور ہونٹ ذرا سا وا ہو کر بند ہو گئے میں نے شہزاد کی طرف دیکھا وہ بہت پرشوق نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا میرے اندر آگ سی دہک اٹھی۔

اوہ علیزہ کم از کم مجھ تو پوچھ لیتیں تمہارے سانولے رنگ پر لیپ اسٹک کا یہ کلر تو بالکل سوٹ نہیں کرتا اور یہ سوٹ کا کلر کیا تمہاری پسند کا ہے یہ کلر تو بہت گوری لڑکیوں کو ہی اچھا لگتا ہے اورنج کلر ان ہے لیکن ہر ایک پر تو نہیں سجتا۔

مما کی تعریف سے اس کے چہرے پر جو رنگ آئے تھے وہ یک دم

مدھم پڑ گئے اس نے پزل سا ہو کر پہلے شہزاد اور پھر مما کی طرف دیکھا۔

منہ دھولوں پھپھو؟

نہیں مما کے چہرہ پر گہری سنجیدگی تھی۔

بہت اچھی لگ رہی ہو۔ پھر انہوں نے میری طرف دیکھا یہ سوٹ میں لائی تھی اور یہ اورنج کلر نہیں ہے بہت ڈفرنٹ ہے۔

شہزاد میری طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نظروں میں تاسف تھا۔

او کے بچو میں چلتی ہوں علیزہ کو دیر ہو جائے گی۔

بس آنٹی ہم بھی جا رہے ہیں شہزاد بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

شہزاد کچھ چپ چپ سا تھا اس نے نہ تو ڈرائیو کرتے ہوئے بار بار میری طرف دیکھا اور نہ ہی ذومعنی جملے کہے وہ بے حد سنجیدہ لگ رہا تھا۔

تم کچھ پریشان ہو؟ میں نے پوچھا۔

نہیں بس کام کا بہت دباؤ ہے بڑی مشکل سے تھوڑا سا وقت نکال کر آیا

ہوں کہ بہت دن سے آ نہیں پایا تھا۔

گو شہزاد کا رویہ نارمل ہی تھا لیکن پتا نہیں کیوں مجھے محسوس ہو رہا تھا

کہ شہزاد پہلے کی طرح توجہ نہیں دے رہا۔

ان دنوں میں بہت بزی ہوں یار اگر کچھ روٹین گڑبڑ ہو جائے تو الٹی

سیدھی مت سوچنے بیٹھ جانا مجھے گھر ڈراپ کرتے ہوئے شہزاد نے

کہا۔

فون تو کرو گے نا۔؟

ہاں وہ مسکرایا۔

ٹیک کیئر۔

اچھا ہے وہ نہ آئے اور نہ ہی علیزہ سے اس کا سامنا ہو میں نے دل

میں اطمینان محسوس کیا اور چینج کر کے اپنے بیڈ روم میں ہی ٹی وی لگا کر بیٹھ گئی کچھ دیر کے لئے میرے ذہن سے سب کچھ نکل گیا حالانکہ جب میں شہزاد کے ساتھ تھی تو میرا ذہن مسلسل مما کے متعلق سوچ رہا تھا لیکن حیرت انگیز طور پر مما نے مجھ سے کچھ نہیں کہا تھا البتہ میرے سامنے ہی علیزہ کا وہ سوٹ نازو کو دے دیا تھا کہ وہ اسے ٹھیک کر کے پہن لے اور مجھے سناتے ہوئے علیزہ کو بتایا تھا کہ وہ دو نئے سوٹ ٹیلر کو دے آئی ہیں اور اچھی طرح اسے سمجھا دیا ہے کہ اگر اب کے سوٹ صحیح نہ سلا تو وہ کپڑے کے پیسے اس سے وصول کریں گی۔

☆☆☆
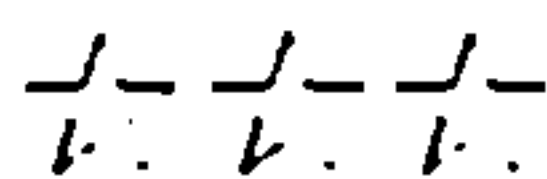
میری توجہ پڑھائی سے ہٹ گئی تھی میں غیر ارادی طور پر ہر وقت علیزہ کے متعلق سوچتی رہتی تھی کہ کیسے کس طرح اس لڑکی کو شہزاد کی نظروں

سے گزاروں وہ جو مجھے چند لمحوں کے لئے شہزاد کی آنکھوں میں اس

کے لئے پسندیدگی اور ستائش نظر آتی تھی اس نے میرے تن من میں

آگ لگا رکھی تھی لیکن بظاہر میرا رویہ علیزہ کے ساتھ بہت اچھا تھا میں

ضرور کچھ فارغ وقت اسے دیتی اپنے کمرے میں بلا کر گپ شپ کرتی

مما کے کانوں میں یہ بات میں نے ڈال دی تھی کہ میں نے بخوشی

اسے اپنے بیڈروم میں کمپیوٹر استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے

دراصل میرے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور اس خیال کے آتے ہی

میں نے اس پر عمل کر ڈالا تھا اس روز چیٹنگ کرتے ہوئے جب ڈنگی

نے میرا اصل نام پوچھا تو میں نے فوراً علیزہ لکھ دیا۔

علیزہ سبحان۔

بہت خوبصورت نام ہے۔

ڈنگی تو دل و جان سے فدا ہو گیا۔

اور یوں بھی میرے اور ڈنگی کے درمیان آہستہ آہستہ گفتگو کی نوعیت بدلنے لگی تھی۔

میں کبھی کبھی دو تین ذو معنی جملے لکھ دیتی تھی اور وہ تو بڑی بے باکی سے اظہار محبت کرنے لگا تھا میں نہیں جانتی تھی کہ میں ایسا کیوں کر رہی ہوں میرے ذہن میں کوئی خاص پلان نہ تھا لیکن میں ایسا کر رہی تھی شہزاد سے میری بات ہوتی رہتی تھی ایک بار اس نے مجھے گیٹ سے پک کیا تھا اور لمبی ڈرائیو کے بعد مجھے ڈراپ کر کے چلا گیا تھا مما بے حد مصروف تھیں وہ مسز آفندی کے ساتھ مل کر ان عورتوں کے لئے کچھ کام کر رہی تھیں جو جیلوں میں کئی کئی سالوں سے تھیں اور نہ کوئی ان کی ضمانت کراتا ہے اور نہ ہی کوئی ان کا وکیل ہے ان میں سے کئی تو مجرم تھیں اور کئی ایسی تھیں جن کے سسرال والوں یا شوہر نے دوسری شادی کے چکر میں ان پر جھوٹا الزام لگا کر بند کروا دیا تھا اور والدین

نے بھی ان سے قطع تعلق کرلیا تھا۔

مما پتا نہیں یہ سب کچھ کیسے کرلیتی تھیں مجھے تو مما کے ان کاموں سے سخت الجھن محسوس ہوتی تھی۔

اس کے فنکشن کی تصاویر بہت اچھی آئی تھیں جو میں نے اس سے لے لی تھیں اور ڈنکی کے مطالبے پر اسے میل کردی تھیں میں کیا کررہی تھی اور اس کا انجام کیا ہوگا میں نے اس بارے میں کچھ نہیں سوچا تھا علیزہ کی فرمائش پر شاید مما نے اسے سبحان ماموں کی تصویر لا کردی تھی یہ تصویر میں نے نانو کے گھر سبحان ماموں کے بیڈروم میں دیکھی تھی مما تصویر کب لائی تھیں مجھے معلوم نہیں لیکن اس روز علیزہ لونگ روم میں کارپٹ پر بیٹھی اس تصویر سے اخبار ہٹارہی تھی جب میں اور شہزاد لونگ روم میں داخل ہوئے۔

اس روز یونیورسٹی سے جلد ہی چھٹی ہوگئی تھی اور میں نے شہری سے

پوچھا تھا کہ اگر وہ فارغ ہے تو ہم لنچ اکٹھے کر لیتے ہیں گو وہ فارغ نہیں تھا تاہم اس نے مجھے یونیورسٹی سے پک کر لیا تھا اور صرف تھائی سوپ پی کر وہ مجھے ڈراپ کرنے گھر آ گیا اور میرے اصرار پر تھوڑی دیر کے لیے اندر چلا بھی آیا تھا میرا خیال تھا علیزہ کالج میں ہو گی لیکن وہ گھر پر تھی اور کارپٹ پر بیٹھی تصویر سے اخبار اتار رہی تھی۔

ہیلو گڈ گرل کیا ہو رہا ہے۔ شہزاد کا موڈ بہت خوشگوار تھا۔

تم آج کالج نہیں گئیں؟ میں نے اپنی ناگواری چھپانے کی کوشش کی۔

ہاں آج کالج میں گیمز ہو رہے تھے۔

تم تو ہر فن مولا بننے کی کوشش کرتی ہو حصہ نہیں لیا؟ نہ چاہتے ہوئے بھی میرے لہجے میں تلخی آ گئی۔

میں نے گیمز میں حصہ نہیں لیا بہت وقت ضائع ہوتا ہے اور میں اچھے نمبر لینا چاہتی ہوں تاکہ یونیورسٹی میں آرام سے ایڈمیشن مل جائے وہ

بدستور تصویر پر لپٹے کاغذ الگ کر رہی تھی۔

تم نے بتایا نہیں یہ کیا ہے؟ شہزاد نے بیٹھتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔

میرے ابو کی تصویر ہے فریم بہت پرانا ہو رہا تھا نیا فریم لگوانے کے لئے پھپھو نے خان بابا کو دی تھی ابھی وہی دے گئے ہیں میں اسے اپنے کمرے میں رکھوں گی۔

اس نے بس ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر شہزاد کی طرف دیکھا لیکن ان نظروں میں شہزاد کے لئے جو جذبہ تھا وہ مجھ سے پوشیدہ نہ رہ سکا بہر حال یہ جذبہ میں نے ہی تو مسلسل کوششوں سے اس کے دل میں ابھارا تھا میں نہیں جانتی میں نے ایسا کیوں کیا تھا میں نے بہت سوچا ہے لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آیا اب جب کہ وہ نہیں ہے اب بھی نہیں۔

شہزاد نے فریم علیزہ کے ہاتھ سے لے لیا تھا۔ فریم بہت خوبصورت تھا علیزہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی ہمیشہ کی طرح سادا سا لباس اور بڑا سا

بدستور تصویر پر لپٹے کاغذ الگ کر رہی تھی۔

تم نے بتایا نہیں یہ کیا ہے؟ شہزاد نے بیٹھتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔

میرے ابو کی تصویر ہے فریم بہت پرانا ہو رہا تھا نیا فریم لگوانے کے لئے پھپھو نے خان بابا کو دی تھی ابھی وہی دے گئے ہیں میں اسے اپنے کمرے میں رکھوں گی۔

اس نے بس ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر شہزاد کی طرف دیکھا لیکن ان نظروں میں شہزاد کے لئے جو جذبہ تھا وہ مجھ سے پوشیدہ نہ رہ سکا بہر حال یہ جذبہ میں نے ہی تو مسلسل کوششوں سے اس کے دل میں ابھارا تھا میں نہیں جانتی میں نے ایسا کیوں کیا تھا میں نے بہت سوچا ہے لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آیا اب جب کہ وہ نہیں ہے اب بھی نہیں۔

شہزاد نے فریم علیزہ کے ہاتھ سے لے لیا تھا۔ فریم بہت خوبصورت تھا علیزہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی ہمیشہ کی طرح سادا سا لباس اور بڑا سا

دوپٹہ اوڑھے وہ بہت عام سی لگ رہی تھی میرے دل کو اطمینان سا ہوا

شہزاد کی نظریں تصویر پر تھیں اور ان میں حیرت تھی۔

یہ.........یہ تمہارے ماموں ہیں؟ وہ اب مجھے دیکھ رہا تھا۔

ہاں۔ میں نے جھک کر تصویر دیکھی۔ وہ ماموں کی وہی تصویر تھی جو مما

نانو کے گھر سے لائی تھیں۔

یہ سبحان صاحب.........بائی گاڈ یہ وہی شخص ہیں جن سے کینیڈا میں

میں نے پارٹنر شپ میں کام شروع کیا ہے۔ بخدا بالکل وہی بس اس

تصویر میں کچھ ینگ ہیں ورنہ کچھ زیادہ فرق نہیں پڑا۔ بال کنپٹی کے

پاس سے ذرا سفید ہوئے ہیں کبھی ایک بار بھی میرے ذہن میں نہیں

آیا کہ یہ سبحان صاحب تمہارے ماموں ہو سکتے ہیں حالانکہ مما نے

بتایا تھا کہ انہوں نے اٹھارہ سال قبل یہ ملک چھوڑا جب علیزہ بالکل

چھوٹی سی تھی اور پھر ان کے متعلق کچھ پتا نہ چلا۔

علیزہ کی آنکھیں پوری کھلی ہوئی تھیں اور وہ یک ٹک شہزاد کی طرف دیکھ رہی تھی یوں جیسے پتھر کا مجسمہ ہو پھر یکا یک اس کے لبوں پر جنبش ہوئی۔

آپ.........آپ ابو کو جانتے ہیں آپ کو پتا ہے ان کا ایڈریس، ان کا فون نمبر پلیز...........مجھے دیں، مجھے بتائیں اس کی سیاہ آنکھوں میں پانی جھلملانے لگا اور آواز بھر گئی۔

ایک.........ایک بار............صرف ایک بار میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں پوچھنا چاہتی ہوں کیوں..........کیوں وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے کیوں اتنے سال میری خبر نہ لی کیا میں ان کی کچھ نہ تھی؟

آنسو رخساروں پر پھسل آئے تھے شدت جذبات سے وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی پھر یک دم وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے

لگی۔

ریلیکس پلیز علیزہ۔شہزاد تصویر صوفے پر رکھ کر غیر ارادی طور پر کھڑا ہو گیا۔

میری بات ہوتی رہتی ہے ان سے میں بات کروں گا انہیں بتاؤں گا آپ کے متعلق لیکن پلیز اس طرح مت روئے بالکل غیر ارادی طور پر اس نے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی تو میں نے یک دم آگے بڑھ کر علیزہ کو تھام لیا اور ایک بازو اس کے گرد حمائل کر کے اسے دلاسہ دیتے ہوئے بولی۔

تمہیں تو خوش ہونا چاہیے علیزہ! کہ تمہارے ابو کا پتا چل گیا شہزاد نے اپنے ہاتھ میرے علیزہ کے قریب جاتے ہی پیچھے ہٹا لیے تھے علیزہ نے اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنسو پونچھے اور تصویر اٹھا کر سامنے بیٹھ گئی لیکن کچھ دیر بعد اس کی آنکھیں پھر آنسوؤں سے بھر

گئیں تب وہ معذرت کر کے تصویر اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی تو ایک گہرا سانس لیتے ہوئے میں نے شہزاد کی طرف دیکھا۔

پور گرل .... پتا نہیں سبحان ماموں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے لہجے میں ہمدردی بھر لی تھی اور نانو بے چاری تو مرتے دم تک ان کی منتظر رہیں جب کہ نانا جان اور مما کہتی تھیں کہ سبحان ہوتا تو وہ ضرور رابطہ کرتا خوانخواستہ اس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے ورنہ اپنی اولاد کو بھی کوئی فراموش کرتا ہے لیکن اس کے باوجود نانا بھی جب تک زندہ رہے انہیں سبحان ماموں کا انتظار ہی رہا کہ شاید کبھی وہ لوٹ آئیں۔

سبحان صاحب بہت نفیس آدمی ہیں بازغہ! بہت سوبر، بہت ایماندار اور مخلص۔ وہاں جتنے بھی لوگ اپنے جاننے والے تھے مجھے ملے اور جو کسی حد تک سبحان صاحب کو جانتے تھے انہوں نے بے حد تعریف کی

سبحان صاحب کی بہرحال آج کل میں میں ان سے رابطہ کرتا ہوں۔

سبحان ماموں زندہ ہیں۔

کینیڈا میں ہیں۔

بہت بڑے بزنس مین ہیں۔

یہ خبر جہاں مما اور پپا کے لئے حیران کن تھی وہاں خوشگوار بھی تھی۔ مما تو خوشی سے پاگل ہو رہی تھیں انہوں نے اسی وقت فرحان ماموں کو بھی فون کر کے سبحان ماموں کے کینیڈا میں ہونے کی اطلاع دے دی تھی اور خود شہزاد سے نمبر لے کر فوراً ہی ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی جو فوراً تو نہ ہو سکا کہ وہ اپنے فارم پر گئے ہوئے تھے لیکن مما تو جیسے فون سے چمٹ کر ہی بیٹھ گئی تھیں تھوڑی دیر بعد ٹرائی کرتیں۔ بالآخر ان کا رابطہ ہو ہی گیا۔ کچھ جذباتی مکالموں اور رونے دھونے کے بعد مما نے انہیں خوب ڈانٹا ڈپٹا۔............. پپا نے بھی ان

سے بات کی۔

علیزہ سے بات کرو گے۔؟

علیزہ۔ماموں کے لہجے میں حیرت واضح تھی ہینڈ فری سیٹ پر ہم سب ماموں کی آواز سن رہے تھے علیزہ ایک طرف خاموش بیٹھی تھی۔

ہاں علیزہ..........تمہاری بیٹی..........کیا تمہیں یہ بھی یاد نہیں رہا سبحان کہ تمہاری ایک بیٹی بھی تھی ایک لمحہ توقف کے بعد انہوں نے پوچھا۔

علیزہ آپ کے پاس کہاں سے آگئی؟

وہ میرے پاس ہی ہے لو بات کرو۔

مما نے رسیور علیزہ کو تھما دیا جسے ہاتھ میں تھامتے ہی اس کے آنسو تیزی سے رخساروں پر بہنے لگے۔

ہیلو..........ہیلو..........سبحان ماموں کہہ رہے تھے۔

ہیلو ابو۔ یہ میں ہوں علیزہ۔..........اور پھر جیسے لفظوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ریسیور مما کو دے کر دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے کمرے سے باہر نکل گئی۔

علیزہ......علیزہ......بولو..........بولو بیٹا سبحان ماموں کے سپاٹ لہجے میں ایک دم سے تبدیلی آئی تھی۔

سبحان! وہ اس وقت بہت جذباتی کیفیت میں ہے پھر کسی وقت بات کر لینا بلکہ تم فوراً ٹکٹ لے کر آؤ اس سے ملو، اسے دیکھو۔ وہ بالکل زارا جیسی ہے اور کچھ کچھ تمہاری مشابہت بھی ہے اس میں ....بہت پیاری ہے بہت اچھی۔

مما اس کی تعریف کر رہی تھیں میں برا سا منہ بناتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔

پھر پتا نہیں ماموں جان اور مما وغیرہ میں کیا کیا باتیں ہوئیں علیزہ نے

ان سے دوبارہ بات کی یا نہیں مجھے معلوم نہیں لیکن میں نے چند دن بعد مما کو فرحان ماموں سے کہتے سنا۔

فرحو..........سبحان آ رہا ہے تم بھی آ جاؤ تینوں بہن بھائی مدتوں بعد مل بیٹھیں گے۔

مما بہت خوش تھیں ظاہر ہے ان کے بھائی تھے اور سالوں بعد وہ ان سے ملنے والی تھیں علیزہ کی جذباتیت بھی سمجھ میں آنے والی تھی کہ بہر حال وہ پہلی بار اپنے باپ سے ملنے والی تھی لیکن پپا اور شہزاد کی خوشی پر مجھے حیرت ہو رہی تھی چلو پپا کی تو پھر دوستی تھی سبحان ماموں سے لیکن بھلا شہزاد کس حساب میں خوش تھا۔؟

مما، نانو کے گھر کے اوپر والے پورشن میں پینٹ وغیرہ کروا رہی تھیں کیا خبر سبحان اپنے گھر میں ٹھہرنا چاہے وہ ہمیشہ سے ہی بہت مختلف مزاج کا ہے علیزہ تو پڑھائی میں مصروف تھی دو یا تین دن بعد اس کے

فائنل ایگزامز ہونے والے تھے لیکن اس کے اندر کی جذباتی کیفیت کا

اندازہ اس کے چہرے سے ہوتا تھا اس روز مما بھی گھر پر تھیں اور ٹی

وی لاؤنج میں بیٹھی علیزہ سے سجان ماموں کے لڑکپن اور جوانی کی

باتیں کر رہی تھیں اتوار ہونے کی وجہ سے میں دیر سے اٹھی تھی بلکہ میں

تو شاید سوتی ہی رہتی شہزاد کی کال پر میری آنکھ کھلی تھی۔

رات تم نے موبائل آف کر رکھا تھا ہنی!

ہاں سونے سے پہلے کر دیا تھا۔

میں نے بارہ بجے تمہیں فون کیا تھا ہیپی برتھ ڈے کہنے کے لئے۔

اوہ..........مجھے بالکل یاد نہیں رہا تھا تھینکس شہری! تم نے میرا برتھ

ڈے یاد رکھا۔

ہنی اپنے سے وابستہ لوگوں سے متعلق میں کوئی بات نہیں بھولتا اور پھر تم

تو..........تم تو عمر بھر کی ساتھی ہو۔

میرا دل اس کی محبت پر سرشار ہو گیا۔

ایک بار مما نے کہا تھا ہنی تم بہت لکی ہو بیٹا! شہری بہت لونگ اور کیئرنگ ہے۔

اور یہ بات سو فیصد صحیح تھی وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتا تھا میں نے اپنے اندر فخر سا محسوس کیا ایسا شخص میرا رفیقِ زندگی بننے والا تھا۔

یار! یہ سال کچھ بڑا نہیں ہو گیا بیتتا ہی نہیں رہا۔

ائیر پیس میں اس کی آواز گونجی تو میں چونکی۔

ہاں شاید لیکن اب تو بس تین چار ماہ ہی رہ گئے ہیں جولائی میں فائنل ایگزام ہوں گے اور پھر...........

چلو یہ تین چار ماہ بھی گزر جائیں گے جیسے پہلے گزرے ہیں اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری تو میں ہنس دی۔

سنو میں تھوڑی دیر میں آرہا ہوں انداز دو گھنٹے تک۔

اوکے۔ میں باہر نکلی تا کہ ناشتہ کر کے تیار ہو جاؤں تب میں نے مما کو علیزہ سے باتیں کرتے دیکھا مجھے دیکھتے ہی وہ کھڑی ہو گئیں۔

ہنی! میں ذرا علیزہ کو گھر دکھانے لے جا رہی ہوں۔ پینٹ وغیرہ تو ہو گیا تھا میں سوچ رہی تھی کہ کرٹن وغیرہ بھی چینج کر لیں اگر علیزہ کہے تو تمہارے پاپا سو رہے ہیں اگر وہ جاگ جائیں تو انہیں بتا دینا کہ ہم ابھی آدھے گھنٹے تک آ جائیں گے۔

میں نے سر ہلا دیا۔

وہ دونوں چلی گئیں تو میں نے جلدی جلدی ناشتہ کیا تا کہ شہزاد کے آنے سے پہلے تیار ہو جاؤں ناشتہ کرتے ہوئے اچانک مجھے خیال آیا کہ ڈنکی نے رات میل کی تھی کہ میری یعنی علیزہ۔ کی تصاویر ڈیلیٹ ہو گئی ہیں لہذا دوبارہ بھیجوں علیزہ گھر پر نہ تھی میں دودھ کا کپ رکھ کر اس کے کمرے میں چلی آئی بیڈ سائیڈ کی دراز کھولی سامنے ہی تصاویر

والا لفافہ پڑا تھا میں نے اٹھا کر اس میں سے علیزہ کی ایک تصویر نکال لی لیکن یہ اکیلی نہ تھی اور اس سے پہلے بھی جو دو تصاویر میں نے بھیجی تھیں وہ بھی اکیلی نہ تھیں اور ڈنکی ضد کر رہا تھا کہ اکیلی تصویر بھیجوں یہ واضح نہیں ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا تصاویر تو بہت واضح تھیں اور بہت پیاری۔ میں نے دراز میں پڑا دوسرا لفافہ اٹھایا لیکن پھر حیران رہ گئی اس میں ہزار ہزار کے نوٹ تھے میں نے گنے بیس ہزار تھے۔

یہ اتنے روپے علیزہ کے پاس کہاں سے آ گئے اس کے اپنے تو ہرگز نہیں ہو سکتے چند دن پہلے میں نے مما کو اس سے کہتے سنا تھا۔

علیزہ! پیسوں کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے لینا۔

اور علیزہ نے جواب میں کہا تھا میرے پاس آپ کے دیئے پانچ سو روپے ابھی تک ایسے ہی پڑے ہیں۔

ارے چھ سات ماہ میں تم نے پانچ سو روپے خرچ نہیں کیے؟

نہیں ضرورت ہی نہیں پڑی۔ کینٹین میں جاتی نہیں اور کتابیں کاپیاں

سب ہیں میرے پاس۔

اور یہ بیس ہزار.........؟

مائی گاڈ.........یہ ضرور اس نے مما کے لاکر سے نکالے ہوں گے ہر

وقت گھسی رہتی ہے وہاں اور مما کو پتا بھی کیا چلا ہو گا کہ محترمہ علیزہ بی

بی نے بیس ہزار روپے چرا لیے ہیں۔

بہرحال میں علیزہ کی اس کی فرینڈ کے ساتھ والی تصویر لے کر اپنے

کمرے میں آ کر تیار ہونے لگی میں نے ٹی پنک کلر کا سوٹ نکالا اور

اسی کی مناسبت سے بہت لائٹ میک اپ کر کے شہزاد کا انتظار

کرنے لگی کچھ دیر بعد گیٹ پر بیل ہوئی تھی میں کمرے سے باہر نکل

آئی میرا خیال تھا شہری ہو گا لیکن علیزہ تھی اس نے بتایا کہ مما اسے

ڈراپ کر کے قریبی اسٹور تک گئی ہیں میں نے بغور اسے دیکھا۔

نہیں ضرورت ہی نہیں پڑی۔ کینٹین میں جاتی نہیں اور کتابیں کاپیاں سب ہیں میرے پاس۔

اور یہ بیس ہزار.........؟

مائی گاڈ.........یہ ضرور اس نے مما کے لاکر سے نکالے ہوں گے ہر وقت گھسی رہتی ہے وہاں اور مما کو پتا بھی کیا چلا ہوگا کہ محترمہ علیزہ بی بی نے بیس ہزار روپے چرا لیے ہیں۔

بہرحال میں علیزہ کی اس کی فرینڈ کے ساتھ والی تصویر لے کر اپنے کمرے میں آکر تیار ہونے لگی میں نے ٹی پنک کلر کا سوٹ نکالا اور اسی کی مناسبت سے بہت لائٹ میک اپ کر کے شہزاد کا انتظار کرنے لگی کچھ دیر بعد گیٹ پر بیل ہوئی تھی میں کمرے سے باہر نکل آئی میرا خیال تھا شہری ہوگا لیکن علیزہ تھی اس نے بتایا کہ مما اسے ڈراپ کر کے قریبی اسٹور تک گئی ہیں میں نے بغور اسے دیکھا۔

گھر دیکھ لیا۔؟

ہاں............لیکن میں نے پھپھو سے کہا ہے نئے پردوں کی ضرورت نہیں ٹھیک ٹھاک تو تھے اور پتا نہیں ابو یہاں پاکستان میں رہیں گے بھی یا نہیں بلکہ میرا خیال ہے وہ نہیں رہیں گے۔

بڑے اعتماد اور یقین سے بات کرتی وہ مجھے بہت بری لگی پتا نہیں سبحان ماموں اسے لفٹ بھی کراتے ہیں یا نہیں اور یہ

............گیٹ پر شہزاد کی گاڑی کا ہارن بجا تھا۔

شاید پھپھو آ گئی ہیں۔علیزہ نے کہا وہ کہہ رہی تھیں کہ صرف شیمپو اور صابن وغیرہ لینا ہے۔

ہاں شاید............میں اس طرح کھڑی تھی کہ میری پیٹھ دروازے کی طرف تھی۔

بیٹھ جاؤ تم کھڑی کیوں ہو؟ میری نظریں اس کے چہرے پر تھیں میں

نے اندرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی لیکن میں نے چہرہ جھکا کر فوراً ہی مسکراہٹ چھپالی۔ مجھے اپنے پیچھے شہزاد کی موجودگی کا احساس ہوا تھا اس کے مخصوص پرفیوم کی خوشبو نے میرے محسوسات میں ہلچل سی مچائی اور میں نے یک دم لہجہ بدل کر کہا۔

سچ سچ بتاؤ علیزہ تم نے وہ بیس ہزار روپے کہاں سے چوری کیے؟

میں نے.........علیزہ کی آنکھیں جیسے حیرت سے پھٹنے والی ہو گئی تھیں پھر میں نے اس کی نظروں کو اٹھتے دیکھا اور اس کا رنگ یک دم زرد پڑ گیا شاید اس نے شہزاد کو دیکھ لیا تھا۔

ہاں تم نے............اب مکر جاؤ تم کہ کون سے بیس ہزار۔ وہی جواب تمہاری بیڈ سائیڈ ٹیبل کی دراز میں پڑے ہیں مما کے الا کرتے چوری کیے ہیں نا تم نے تم اعتراف کرلو اور چپ چاپ وہیں رکھ دو

جہاں سے اٹھائے تھے تو میں کسی سے ذکر نہیں کروں گی میں نے اسے بولنے کا موقع ہی نہ دیا۔

میں نے کہیں سے کچھ چوری نہیں کیا اب اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں

کیا تمہاری دراز میں بیس ہزار روپے نہیں پڑے ہوئے اب بھی۔

ہاں ہیں لیکن وہ..........

دیکھو جھوٹ مت بولنا علیزہ میں جانتی ہوں کہ تمہارے پاس صرف مما کے دیئے ہوئے پانچ سو روپے تھے میں نے اس کی بات کاٹ دی۔

ہاں لیکن یہ.........علیزہ نے پھر کچھ کہنا چاہا مگر میں نے پھر اسے ٹوک دیا۔

فار گاڈ سک علیزہ! میں کہہ رہی ہوں کہ میں کسی سے نہیں کہوں گی پھر جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔

میں.........میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ اس کی نظریں پھر اٹھی تھی۔

شہزاد بھائی میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے..........اس کی آنکھیں یک دم آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔

اوہ شہری تم کب آئے۔میں نے چونکنے کی اداکاری کی۔

بس ابھی..........وہ اندر آیا تو میں نے تھینکس کہتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پھولوں کا بکے لے لیا۔اس نے چونک کر مجھے ہپی برتھ ڈے کہا غالباً وہ علیزہ کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے رخسار آنسوؤں سے بھیگتے جا رہے تھے اور ہونٹ کچھ کہنے کی کوشش میں کانپ رہے تھے۔

جاؤ علیزہ تم آرام کرو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے پھر بات کریں گے میرے انداز میں لاپروائی تھی اور میں شہزاد کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اور میرا گفٹ۔میں نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

اوہ ہاں،گفٹ..........اس نے پاکٹ میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی ننھی سی ہیرے کی لونگ۔

مجھے یہ زیور بہت پسند ہے اور تم پہ بہت سجے گا تم ناک چھدوالو ایک بار شہزاد نے کہا تھا۔

بہت خوبصورت ہے۔

میں نے نظر اٹھا کر علیزہ کی طرف دیکھا وہ پتھر کی طرح ساکت کھڑی تھی مجھے اپنی طرف دیکھتا پا کر اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

بازغہ میری بات۔

پلیز علیزہ! جاؤ کمرے میں..........میں نے کہا نا پھر بات کریں گے۔

شہزاد کی آنکھوں میں حیرت اور تاسف تھا میرے دل نے کمینی سی خوشی محسوس کی اور چونکہ میرا سارا دھیان شہزاد کی طرف تھا اس لئے مجھے مما کی آمد کا پتا ہی نہ چلا میں اس وقت چونکی جب علیزہ تیزی سے دوڑتے ہوئے ان سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے کچھ بتانے لگی مما

گھبرا گئی تھیں۔

کیا ہوا جان؟

پھپھو ہنی...........باز غہ...........وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی اس لئے بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی مما نے سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا۔

کیا بات ہے ہنی تم نے کچھ کہا۔

مما! میں شہری کے سامنے بات نہیں کرنا چاہ رہی تھی لیکن آپ اتنی مشکوک نظروں سے دیکھ رہی ہیں تو سن لیں۔ اس نے آپ کے ابا کر سے بیس ہزار روپے چوری کیے ہیں میں نے خود اس کی دراز میں پڑے ہوئے دیکھے ہیں۔

پھپھو وہ...........وہ فرحان چچا والے میں نے یونہی دراز میں رکھ چھوڑے تھے۔

اوہ مائی گاڈ مما سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بیٹھ گئیں تم بھی حد کرتی ہو ہنی

ڈئیر۔فرحان نے اسے بھیجے تھے عید کی شاپنگ کے لئے میں نے

اسے دیئے تھے کہ رکھ لو۔میں نے سوچا تھا اس کا اکاونٹ کھلوادیتی

ہوں مگر پھر یاد نہیں رہا۔

تو اب مجھے کیا پتا تھا۔

پتا نہیں بھی تھا چندا! تو اتنی بڑی بات کرنے سے پہلے کچھ سوچ لینا

چاہیے۔

میں نے کندھے اچکائے شہزاد نے بھی مما کی تائید کی۔

تمہیں پہلے آنٹی سے بات کرنی چاہیے تھی اس کی آواز سرگوشی سے

بلند تھی۔

اور پلیز اب علیزہ سے سوری کرلو تم نے اسے ہرٹ کیا ہے۔

اوکے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر علیزہ کے پاس آئی۔

سوری علیزہ مجھے غلط فہمی ہوگئی تھی اس نے زخمی نظروں سے مجھے دیکھا۔

میں نے اس کے ہاتھ تھام لیے پلیز آئی ایم ریئلی ویری سوری۔

اس نے سر ہلایا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی میں نے مڑ کر دیکھا شہزاد کی آنکھوں میں میرے لئے تحسین تھی کاش مما کچھ دیر اور نہ آتیں تو وہ شہری کی نظروں میں گر چکی ہوتی لیکن مما تو اپنی بھتیجی پر جیسے فدا ہوئی جاتی تھیں اور اس کے سامنے انہیں میرا اپنی اکلوتی بیٹی کا بھی خیال نہ تھا شہری کے جاتے ہی انہوں نے میری اچھی طرح خبر لی۔

یہ کیا حماقت تھی ہنی تم نے علیزہ پر چوری کا الزام لگایا اور وہ بھی شہری کے سامنے کیا سوچتا ہوگا وہ تمہیں اس کے متعلق ایسا سوچنا بھی نہیں چاہیے تھا اور اگر ایسا ہوتا بھی تو یہ کیا طریقہ تھا تم پہلے مجھ سے بات کرتیں۔

اوہو مما اب مجھے کیا پتا تھا کہ جس لڑکی کے پاس اپنی نانی کی دوائی کے

لئے دو ٹکے نہ تھے اس کے پاس اکٹھے بیس ہزار کہاں سے آ گئے۔

کہیں سے بھی آ سکتے ہیں یوں بنا سوچے سمجھے کسی پر الزام نہیں لگاتے بیٹا اور وہ تمہارے سگے ماموں کی بیٹی ہے اور یوں بھی سسرالی لوگوں کے سامنے اپنی کمزوریاں نہیں کھولتے کل کو شہری تمہیں طعنہ بھی دے سکتا ہے کہ تمہاری کزن چور تھی ہمیں تو اماں جان نے یہ تک منع کر رکھا تھا کہ نوکروں کی بدخواہی بھی سسرال میں نہ کرنا۔

مما آپ تو بس ایک بات کے پیچھے ہی پڑ گئی ہیں میں جھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی میں نے جب علیزہ سے بات کی تو شہری نہیں تھا وہ بعد میں آیا تھا اپنا بھانڈا تو خود پھوڑا اس نے آپ کے آنے پر چیخ چیخ کر۔

میں مما کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر غصے میں بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی۔

اگلے چند دن بہت خوشگوار تھے شہری نے فون پر بہت ساری باتیں کیں اور رات کو ہم نے بہت اچھا ڈنر کیا ادھر ڈنگی نے جب سے تصویر وصول کی تھی مجھے تنگ کر رکھا تھا اور بار بار ملنے کی ضد کر رہا تھا اور میں اسے ٹال رہی تھی۔

دیکھو میں کسی روز تمہارے گھر آ جاؤں گا مع تمہاری تصویر کے پرنٹ کے ساتھ تو کیا ہو گا۔

کچھ نہیں بس تمہارے مما پپا سے کہوں گا کہ میں علیزہ کے بغیر نہیں رہ سکتا لہٰذا.........یہ تو بعد کی بات ہے پہلے تم مل تو لو۔

ہاں تو ملو نا جہاں کہو گی آ جاؤں گا۔

جلدی ہی بتاؤ گی فی الحال ممکن نہیں۔

کب.........کب ممکن ہو گا۔

وہ بہت بے چین ہو رہا تھا لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیسے ہینڈل کروں شکر ہے کہ ابھی تک فون پر میں نے اس سے بات نہیں کی تھی بس چیٹنگ کرتے تھے یا ایک دوسرے کو میل بھیجتے تھے میرے ذہن میں کوئی خاص پلان تو تھا نہیں میں نے یونہی بغیر سوچے سمجھے ڈنکی کو علیزہ کا نام بتا دیا تھا اور ذو معنی باتیں کرنے لگی تھی ورنہ ڈنکی سے بے ضرورتی چیٹنگ تو علیزہ کے آنے سے سال بھر پہلے سے ہی میں کر رہی تھی میں بہت الجھی ہوئی تھی کہ سبحان ماموں آ گئے شہزاد نے ہی انہیں ائیر پورٹ پر ریسیو کیا تھا دراصل انہوں نے اپنے آنے کی اطلاع صرف شہزاد کو ہی دی تھی علیزہ کو دیکھ کر وہ چونکے اور ان کے لبوں سے نکلا۔

زارا............اور پھر کتنی ہی دیر تک وہ علیزہ کو گلے سے لگائے کھڑے رہے تھے اور علیزہ تھی کہ مسلسل روئے چلی جا رہی تھی رونے

دھونے اور گلے شکوؤں کے بعد ماحول بہتر ہو گیا تھا۔

سبحان سچ بتاؤ تمہیں کبھی علیزہ کا خیال نہیں آیا۔ ہم تو خیر.........

آیا بہت بار آیا بلکہ آپ سب کا بھی آیا لیکن میں اتنا بددل تھا آپ کے اور فرحان کے رویے سے کہ بس۔ میں نے دل میں ہر تعلق ہر رشتہ ختم کر دیا تھا سارے تعلق رشتے بے کار لگنے لگے تھے۔

جو گزر گیا سو گزر گیا۔ پپا نے موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کی شہزاد نے بھی اس روز ڈنر ہمارے ساتھ ہی کیا تھا اور کوئی نہ کوئی بات علیزہ سے بھی کر لیتا مما کی خوشی بھی دیدنی تھی انہوں نے فرحان ماموں کو فون کیا وہ بھی جلد آنے کی کوشش کریں کچھ دن سب اکٹھے رہ لیں اور ان کی آمد بھی چند روز میں متوقع تھی۔

مما کو اتنا خوش میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا سبحان ماموں نے دو تین دن ہمارے ہاں رہنے کے بعد اپنے گھر میں رہنے کا فیصلہ کیا۔

وہاں اکیلے رہو گے سبحان؟ مما نے پوچھا۔

بہت سالوں سے اکیلا ہی رہا ہوں نزہت اور پھر اب تو میری بیٹی میرے ساتھ ہو گی۔

انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ فی الحال تو وہ مہینہ بھر پاکستان میں ہی رہیں گے اور پھر علیزہ کے امتحان کے بعد وہ اسے ساتھ ہی لے جائیں گے اور کوشش کریں گے کہ آہستہ آہستہ کام سمیٹ کر کے پاکستان سیٹل ہو جائیں اس میں بہت وقت لگنا تھا اس لئے انہوں نے علیزہ کو ساتھ ہی لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

لیکن اس کی ایجوکیشن؟ مما نے پوچھا۔

وہیں پڑھ لے گی میں اب اس سے دور نہیں رہ سکتا نزہت! جب میرے پاس نہیں تھی تو نہیں تھی لیکن اب تو ایک لمحے کی دوری بھی مجھے برداشت نہیں ہے اور لڑکیاں تو یوں بھی پرائی ہوتی ہیں دو سال تین

سال جب تک یہ میرے پاس ہے میں اس کی ساری محرومیاں اور تشنگیاں مٹانا چاہتا ہوں سبحان ماموں نے شادی نہیں کی تھی اور بہت سارے دھکے کھانے اور جدوجہد کے بعد وہ اس مقام پر پہنچے تھے کہ اچھی خاصی جائیداد کی تنہا وارث علیزہ تھی بلکہ فرحان ماموں نے بھی اپنا وارث اسے ہی بنایا تھا۔

عام سی معمولی شکل کی سانولی سی علیزہ جس نے زندگی کے اٹھارہ انیس سال بورے والا گاؤں میں دال روٹی کھاتے ہوئے گزارے تھے یک دم اس کا اسٹیٹس بدل گیا تھا مجھے خواہ مخواہ ہی اس سے حسد محسوس ہوا لیکن جب وہ سبحان ماموں کے ساتھ اپنے گھر چلی گئی تو میں نے شکر کا سانس لیا کم از کم اب وہ شہزاد کی نظروں کے سامنے تو نہ ہوگی

کرنے والی میں خود تھی سو اس کے جانے سے میں بہت پر سکون ہوگئی تھی اور اپنی پڑھائی پر توجہ دے رہی تھی اور اسی لئے میں نے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھنا بھی چھوڑ رکھا تھا۔

☆☆☆

شہزاد ان دنوں خاصا مصروف تھا ہم فون پر وہ مختصر ہی سہی ہمیشہ کی طرح بات ضرور کرتا تھا مما اکثر سبحان ماموں کی طرف چلی جاتی اور مجھے بھی ساتھ چلنے کی آفر کرتیں لیکن میں انکار کردیتی کبھی تھکن کا بہانہ کرکے کبھی پڑھنے کا مما کے میکے کے گھر کا دروازہ بہت دنوں بعد کھلا تھا فرحان ماموں بھی آگئے تھے اور بقول مما کے ادھر بہت رونق تھی میں ہنسی۔

چلیں آپ کے میکے جانے کا شوق پورا کریں۔

کبھی کبھی پپا بھی مذاق کرتے۔

بھئی ان کے بھائی کیا آئے تمہاری مما ہمارے ہاتھ لگتی ہی نہیں۔

اور مما مسکرا دیتیں۔ وہ سچ مچ بہت خوش تھیں سبحان ماموں کا تو خیر پتا ہی نہ تھا لیکن فرحان ماموں بھی سالوں بعد آئے تھے نانو کی وفات کے بعد اب آئے تھے وہ گو فرحان ماموں سے کافی بے تکلف تھی بلکہ جب وہ یہاں تھے تو میرے بہت لاڈ اٹھاتے تھے اس شام جب ماموں کے گھر جانے لگیں تو میں بھی تیار ہو گئی ایک تو میں بے حد بوریت محسوس کر رہی تھی کئی دنوں سے بلکہ جب سے سبحان ماموں آئے تھے شہزاد سے میری ملاقات نہیں ہوئی تھی نہ ہم کہیں ڈرائیو پر گئے تھے نہ ہی وہ ادھر آیا تھا اس کا کہنا تھا کہ وہ بہت مصروف ہے۔

سبحان صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں تو میں چاہتا ہوں سارا کام یہیں مکمل ہو جائے اور میں نے اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔

اور اس ایک دن کے وقفے سے فرحان ماموں اور سبحان ماموں دونوں ہی واپس جا رہے تھے سو میں مما کے کہنے پر نانو کے گھر چلی آئی تھی اور جب میں نے ان کے ساتھ لاؤنج میں قدم رکھا تو ایک لمحہ کو ٹھٹک کر رک گئی تھی میرے بالکل سامنے علیزہ بیٹھی تھی اور اس کے سامنے شہزاد بیٹھا تھا اور دونوں نہ جانے کس بات پر بے ساختہ ہنس رہے تھے اور ہنستے ہوئے دونوں کے رخساروں پر ڈمپل پڑ رہے تھے میز پر چائے کا سامان رکھا تھا انکل سبحان اور انکل فرحان ایک طرف کمپیوٹر کے پاس کھڑے کچھ دیکھ رہے تھے لیکن ان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی میں مبہوت سی اس ہنسی کو دیکھ رہی تھی جس نے علیزہ کو بے حد خوبصورت کر دیا تھا۔

ارے بازغہ......آپ.......

علیزہ مجھے دیکھ کر کھڑی ہو گئی تھی اور میری طرف بڑھی ہنسی اب بھی اس

کی آنکھوں میں ٹھہری ہوئی تھی اور اس کی آنکھوں کی جگمگاہٹ نے
جیسے اس کے پورے وجود کو روشن کر دیا تھا میں نے بمشکل اپنے
ہونٹوں کو پھیلایا وہ مجھ سے مل کر مما کی طرف بڑھ گئی۔
شہزاد بھی کھڑا ہو گیا تھا اور اس نے ایک بے حد گہری نظر مجھ پر ڈالی
تھی جس میں ایک اپنائیت اور محبت کی روشنی سی تھی فرحان ماموں نے
میرے سر پر چپت لگائی۔

بہت بے وفا ہو بھانجی بلا بلا کر تھک گیا اور آج آئی ہو۔
بس ماموں! وہ پڑھائی میں مصروف تھی۔
اُف........ یہ پڑھائی۔ شہزاد نے زیر لب کہا تھا اور مسکرا کر مجھے
دیکھا میں شہزاد کے قریب کے صوفے پر بیٹھ گئی۔
سچی آج تو میں بہت اداس ہو رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہاں سے
فارغ ہو کر اٹھوں گا اور تمہاری طرف ایک سرپرائز وزٹ کروں گا۔

میں زبردستی مسکرادی علیزہ نے بھی کہا کہ وہ مجھے مس کررہی تھی اور یہ

کہ آج چاچو اور ابو کے ساتھ رات کو اس کا گھر آنے کا پروگرام تھا۔

کچھ دیر بعد علیزہ اٹھ گئی میں شہزاد سے باتیں کررہی تھی لیکن میرا پورا

وجود ایک انجانی آگ میں جل رہا تھا میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں

پوچھوں شہزاد سے کہ یہ تمہیں تمہاری مصروفیات اور میرے ہونٹوں

سے ایسے لفظ نکلیں جو علیزہ کو جا[illegible] اکھ کردیں میں نے بمشکل خود پر

ضبط کے پہرے بٹھائے تھے پرتکلف چائے کے ساتھ ٹرالی دھکیلتی

جب علیزہ آئی تو شہری نے مسکرا کر اسے اور پھر مجھے دیکھا یہ سب

تمہاری مدارات ہیں ہمیں تو خالی چائے پر ٹرخا دیا گیا۔

بالکل۔فرحان ماموں نے اس کی تائید کی یہ تو پرنس بازغہ علی کے

اعزاز میں ہے جنہوں نے یہاں اس غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایا

ہے اور میں بصد عزت و احترام درخواست کروں گا کہ وہ ڈنر بھی

ہمارے ساتھ فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔

فرحان ماموں تو پورے جوکر تھے مما ہنس رہی تھیں علیزہ سبحان ماموں اور شہرزاد مسکرا رہے تھے پھر یہی طے پایا تھا کہ ڈنر سب یہیں اکٹھے کریں گے اور فون کر کے پپا کو بھی بلوا لیا جائے گا یوں بھی دو دن بعد سبحان ماموں واپس جا رہے تھے اور اس سے اگلے روز فرحان ماموں علیزہ کے پیپرز مکمل ہوتے ہی وہ علیزہ کو لینے آ جاتے تب تک اس کے امتحان بھی ہو چکے ہوتے اب تو صرف ایک ماہ ہی رہ گیا تھا کاش وہ کل ہی اسے لے جاتے تو............ میں نے دل میں سوچا۔

علیزہ کچن میں مصروف ہو گئی مما ایک بار اٹھ کر گئی تھیں کچن میں اس کی مدد کے لئے لیکن اس نے انہیں واپس بھیج دیا۔

میں تمہارا بہت ممنون ہوں نزہت! کہ تم نے میری بیٹی کی بہت اچھی تربیت کی۔ میں تو حیران ہوتا ہوں اسے دیکھ دیکھ کر۔ مما شرمندہ سی

تھیں۔

میں نے کہا سبحان اس کی نانو نے۔میرے پاس آئے تو اسے دو سال بھی نہیں ہوئے اور یہ اچھا ہی ہوا ورنہ میں اس کی اتنی تربیت نہ کر پاتی اتنی قانع صابر نیک اور پیاری بچی ہے علیزہ کہ میں سوچتا ہوں کہ میں علیزہ کے نزہت آپا کے پاس آجانے کے بعد بھی کیوں ابھی تک اس سے نہیں مل پایا۔فرحان ماموں بھی اس کی تعریف کر رہے تھے اور میں دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی میرے اندر باہر آگ لگی ہوئی تھی۔

پھر سبحان ماموں اور شہزاد معذرت کر کے اٹھ گئے۔

ہمیں کچھ کاغذات مکمل کرنے ہیں آج ہی صبح ان پر سائن ہونے ہیں کچھ دیر ہم اسٹڈی میں کام کریں گے۔

میں فرحان ماموں اور مما لاؤنج میں رہ گئے تھے فرحان ماموں کی دلچسپ باتوں میں وقت گزرنے کا پتا ہی نہ چلا پھر پپا بھی آ گئے۔

کام ختم کر کے شہری اور سبحان ماموں بھی آ گئے تھے۔

فرحان! تم بھی یہیں آ جاؤ بہت رہ لیے باہر مما آبدیدہ ہو رہی تھیں۔

ہاں آپا۔ سبحان بھائی آئے پاکستان تو میں بھی آ جاؤں گا..........

فضہ کو بھی منا لوں گا وہاں اولڈ ہاؤس میں مرنے سے بہتر ہے کہ یہاں اپنوں میں مریں کم از کم کوئی تو ہوگا نا یہاں اور علیزہ ہے نا وہ اپنے چاچو کی خدمت کرے گی۔

فرحان ماموں گو ہنس رہے تھے لیکن اولاد کے نہ ہونے کا دکھ ان کے لہجے سے بولتا تھا۔

کچھ دن رک جاؤ مما نے التجا کی۔

فضہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ڈپریشن کی مریضہ بن چکی ہے اتنے دن اسے اکیلا نہیں چھوڑا جا سکتا اس کا بی پی بہت شوٹ کر جاتا ہے اچانک وہ ذرا سا اداس ہوئے۔

افوہ علیزے جان! اب اور تو نہ ترساؤ کھانا لگاؤ کیسی مزے مزے کی خوشبوئیں آرہی ہیں انہوں نے ماحول کی اداسی دور کرنا چاہی۔

دم آجائے بریانی کو تو لگاتی ہوں علیزہ کے چہرے پر کتنی چمک تھی اور آنکھوں میں زندگی کے سارے رنگ دمک رہے تھے۔

تو............تو کیا علیزہ نے شہزادے اپنے جذبوں کا اظہار کر دیا اور کیا شہری نے انہیں پذیرائی بخشی دی؟

میرے اندر جلتی آگ جیسے دہکنے لگی میں اردگرد سے بے خبر سی تھی۔

کہاں گم ہو؟ شہری شاید مجھے ہی نوٹ کر رہا تھا۔

کہیں نہیں۔

کچھ اپ سیٹ ہو۔؟ شہری کی سرگوشی میں نے سنی، وہ باتیں کرتے کرتے بالکل میری کرسی کے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔

نہیں تو............میں نے ذرا سا رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

ہمیشہ کی طرح اچھی لگ رہی ہو۔

اس نے پھر سرگوشی کی لیکن آج اس کی تعریف نے میرے اندر پھول نہیں کھلائے ہاں آگ کی تپش کچھ کم ضرور ہوئی لیکن جب کھانے پر سب کے ساتھ شہزاد نے بھی کہا سچ تو یہ ہے کہ علیزہ کے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے اور میں نے تو کئی روز پہلے اس کا اعتراف کرلیا تھا۔ اور میں جو بہت رغبت سے بریانی کھا رہی تھی یک دم اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ یہ حقیقت تھی کہ کک کے ہاتھ کے پکے ہوئے ایک ہی جیسے کھانے کھا کھا کر اب علیزہ کے ہاتھ کی بنی ہر چیز بہت مختلف اور اچھی لگ رہی تھی علیزہ یقیناً بہت ایکسپرٹ تھی اپنے دیسی کھانے تو خیر اس نے اپنی نانو سے سیکھے ہی تھے لیکن چکن نوڈلز اور سوپ نے مجھے ضرور حیران کیا تھا۔

ارے تم کھاؤ نا۔ فرحان ماموں کی نظر اچانک ہی مجھ پر پڑی تھی۔

یہ شامی کباب لو بھانجی سچ جس دن سے اس نے بنا کر فریز کیے ہیں تب سے میں تو ہر روز ناشتے پر بھی ایک دو فرائی کروالیتا ہوں ذرا چکھواتے ٹیسٹی ہیں۔

میں نے نفی میں سر ہلا دیا میرا تو دل چاہ رہا تھا پوری میز الٹ دوں اور سب کچھ تہس نہس کر دوں پتا نہیں کیسے میں ضبط کیے وہاں بیٹھی تھی

جب رات کو میں گھر پہنچی تو میرا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا مما پریشان ہو گئیں۔

ڈاکٹر کی طرف چلیں؟

نہیں پین کلر لے کر سو جاؤں گی۔

مما کو میں نے تسلی دے دی تھی لیکن نیند آنکھوں سے دور تھی نہ جانے کب نیند آئی صبح یونیورسٹی بھی نہ جا سکی اور بہت دیر تک سوتی رہی۔ مما نے بھی نہیں جگایا وہ کچن میں نازو کے ساتھ لگی ہوئی تھیں جاگنے کے

بعد بھی میں کمرے میں رہی تبھی مما نے کمرے کا ایک چکر لگایا تھا۔

کیسی طبیعت ہے اب۔؟

بہتر ہوں۔

اوکے میں تمہارے لئے جوس اور ناشتہ کمرے میں ہی بھجواتی ہوں۔

بس جوس بھجوا دیجیئے گا اب کھانا ہی کھاؤں گی۔

فریش ہوکر میں نے خود کو آئینے میں دیکھا آنکھیں دیر تک سونے سے سوجی سوجی لگ رہی تھیں کچھ دیر آنکھوں پہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے جب تیار ہوکر باہر آئی تو مما لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔

کیسی ہو جانو؟ انہوں نے محبت سے مجھے دیکھا۔

اتنا مت پڑھا کرو، صحت خراب کرلو گی پھر امتحان کے بعد تمہاری شادی ہے میں تو چاہ رہی تھی کہ امتحان کے بعد کچھ دن ریسٹ کرتیں لیکن نواز بھائی کہہ رہے تھے کہ اب مزید نہیں اور شہری بھی کہہ رہا تھا

کہ پیپرز کے فوراً بعد کی ڈیٹ رکھیں کیونکہ اس کا پروگرام ہے کینیڈا جانے کا تو شاید وہ تمہیں بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔

شاید اتوار کو دل نواز بھائی اور بھابھی آئیں گی اس سلسلے میں بات کرنے کب ہوگا تمہارا فائنل؟

جولائی کے اینڈ میں۔

یعنی ابھی مئی ہے اگست میں تو بہت گرمی ہوگی پھر تیاری بھی تو کرنا ہے بھئی میں تمہاری شاپنگ اکیلے نہیں کر سکتی ستمبر کا آخری ہفتہ یا اکتوبر کا پہلا ہفتہ ٹھیک رہے گا نا؟

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا میری دھڑکنوں نے جو تال دینا شروع کیا تھا میں اسے توڑنا نہیں چاہتی تھی خود بخود ہی میرا موڈ اچھا ہو گیا کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا میں بہت اہتمام سے تیار ہوئی تھی شہزاد بھی آیا ہوا تھا اور میں نے سارا وقت اس کی آنکھوں کو

اپنا نگراں پایا، کچھ کہتی جذبے لٹاتی نظریں۔

اگلے دو روز بہت مصروف گزرے تھے پہلے سبحان ماموں اور پھر فرحان ماموں چلے گئے علیزہ ایک بار پھر مما کے ساتھ ہمارے ہاں آ گئی تھی اور اپنی پڑھائی میں بے حد مصروف ہو گئی علیزہ سے ہی مجھے پتا چلا تھا کہ شہری تقریباً روز ہی ان کے گھر جاتا تھا۔

تو کیا کبھی شہری نے تم سے کسی جذبے کا اظہار کیا؟

آپ بھی بس باز نہ............ وہ تو ابو کے ساتھ مصروف رہتے تھے اور پھر جس بات کی کوئی بنیاد ہی نہ ہو۔

اس نے مجھے ٹوک دیا تھا چاہیے تو یہ تھا کہ میں خاموش ہو جاتی تو کہہ دیتی کہ مجھے غلط فہمی ہوئی تھی اور یہ کہ شہری اس سے نہیں مجھ سے محبت کرتا ہے اور یہ بھی کہ وہ میرا منگیتر ہے۔

لیکن میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی

جذبے اپنا آپ منوا ہی لیتے ہیں علیزہ کیا تم..........تم شہری سے محبت نہیں کرنے لگیں؟ پتا نہیں میں اسے کیا اگلوانا چاہتی تھی۔

ابو شہزاد کی بہت تعریف کرتے ہیں وہ یقیناً بہت اچھے ہیں۔

یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں ہے علیزہ۔

اور آپ کے سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے ایک خام سا جذبہ جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں اس کے متعلق میں کیا کہوں محبت کسی موتی کی طرح میرے دل کے سیپ میں بند پڑی ہے شہزادا ایک اچھے اور بہترین انسان ہیں اگر زندگی میں کبھی مجھے ان کی قربت کا شرف حاصل ہوا تو میں تب یقیناً ان سے محبت کروں گی اور شہزادا گر مجھ سے محبت کرتے ہیں تو اس کے لئے ایک سیدھا راستہ ہے گو مجھے اس کا یقین نہیں ہے وہ آپ کے ہوتے ہوئے مجھے منتخب نہیں کر سکتے باز غہ! آپ نے شاید کبھی خود کو آئینے میں نہیں دیکھا۔

اب کے وہ مسکرائی تھی لیکن اس کی آنکھوں کی سطح پر نمی سی محسوس ہوئی تھی۔

اور اگر میرے ہوتے ہوئے وہ تمہیں منتخب کرے تو؟

تو میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں گی۔

بڑے اطمینان سے کہہ کر وہ کتابوں کی طرف متوجہ ہوگئی تھی اور میں نے اندر ہی اندر بل کھا کر سوچا میرا نصیب بھلا تمہاری خوشی کیسے ہو سکتا ہے علیزہ بی بی! اسے تو میری ہی خوشی بننا ہے کمال ہے مما نے کبھی اس سے شہری کا ذکر نہیں کیا کہ وہ میرا منگیتر ہے حالانکہ وہ گھنٹوں مما سے گپ شپ لگاتی تھی شاید مما نے سمجھا ہو کہ اسے علم ہے میں اس کے اس بے تحاشہ اعتماد سے جل کر اس کے پاس سے اٹھ آئی تھی میں بلاوجہ ہی حسد کی آگ میں جل رہی تھی اور جل جل کر راکھ ہوئی جاتی تھی۔

وہ معمولی شکل کی لڑکی جو مما کے ساتھ بڑی سی پھول دار چادر میں لپٹی جب پہلی بار میرے گھر آئی تھی تو مجھے ایک دم اس کا حلیہ دیکھ کر ہنسی آ

گئی تھی وہ علیزہ اب معمولی لڑکی نہ تھی لاکھوں بلکہ کروڑوں کے بزنس

کی تنہا وارث تھی اور یہی نہیں شہزاد بھی اس پر بہت مہربان تھا وہ جب

بھی فون کرتا اس کی خیریت ضرور پوچھتا گھر آتا تو علیزہ کو نہ پا کر

اسے بلواتا بلکہ اکثر تو اس کی آمد کی خبر سن کر وہ خود ہی آجاتی اور شہری کا

اس کے ساتھ التفات اس بھڑکتی آگ پر تیل کا کام کرتا تھا۔

اس روز میں نے بہت دنوں بعد اپنا میل بکس کھولا تھا ڈھنگی کی کئی میلز

تھیں اور ہر میل میں ملنے کی استدعا..........میل

Delete کرتے ہوئے اچانک میرے ذہن میں کوندا سا لپکا تھا

اور میں نے فوراً ہی اسے میل کی کہ میں جلد ہی اس سے ملنے والی

ہوں مما کا طریقہ تھا کہ وہ مہینے میں ایک دو بار ضرور شہزاد کی فیملی کو

کھانے پر بلاتی تھیں اور مجھے یقین تھا کہ آج کل میں مما ان کی دعوت

کرنے والی ہیں انکل سبحان اور انکل فرحان کی آمد کی وجہ سے مما بہت

مصروف رہی تھیں اور انہیں کھانے پر نہیں بلا سکی تھیں اور واقعی دو دن

بعد ہی مما نے انہیں دعوت دے دی تھی شہزاد ہمیشہ آفس سے ہی

ادھر آ جاتا تھا جب کہ دل نواز انکل اور آنٹی گھر سے آتے تھے۔

شہزاد نے آفس سے اٹھنے سے پہلے مجھے رنگ کیا۔

اور یہی وہ لمحہ تھا جب میں نے ڈنگی کو کال کیا رات کو جب وہ آن لائن

تھا تو میں نے اس سے اس کا نمبر لے لیا تھا۔

ڈنگی اگر اس وقت پندرہ بیس منٹ تک آ سکتے ہو تو آ جاؤ۔ ساتھ ہی میں

نے اسے ایڈریس بتا دیا۔

میں یہ سب کچھ کیوں کر رہی تھی اس وقت میں نہیں جانتی تھی لیکن آج

میں کہہ سکتی ہوں کہ وہ حسد تھا جس نے مجھے سوچنے سمجھنے سے محروم کر

دیا تھا شہزاد کے آنے کے ٹھیک دس منٹ بعد ڈنگی نے بیل دی تھی

میں ابھی تک باہر پورچ میں تھی اور شہری سے کہہ رہی تھی کہ ان میں

ہی بیٹھ جاتے ہیں موسم بہت اچھا ہے اس شام میں موسم میں ٹھنڈک تھی۔

ہاں یار! بند کمروں میں تو بیٹھ بیٹھ کر دل اوب ہو گیا ہے۔

ہم دونوں لان میں پڑی چیئرز پر آ کر بیٹھ گئے خان بابا نے آ کر بتایا۔

کوئی ڈنکی صاحب ہیں علیزہ بی بی سے ملنا چاہتے ہیں۔

ڈنکی یہ کیا نام ہے۔شہزاد کو حیرت ہوئی۔

معلوم نہیں۔میں نے کندھے اچکائے۔

ان سے پوچھو وہ کیوں ملنا چاہتے ہیں؟ میں نے خان بابا سے کہا اور شہزاد کی طرف متوجہ ہو گئی ہاف سیلوٹی شرٹ اس پر خوب جچ رہی تھی

خان بابا پھر ہمارے پاس ہی چلے آئے وہ کہہ رہے ہیں کہ علیزہ بی بی کے دوست ہیں اور ان سے ملنے آئے ہیں۔

اچھا بلاؤ اندر۔

شہزاد کی آنکھوں کی حیرت مجھ سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔

ٹھہرو.........آج کل کچھ پتا نہیں ہوتا علیزہ سے پوچھ لو پہلے کوئی ڈاکو وغیرہ نہ ہو۔

ڈاکو ہوتا تو علیزہ کا نام اسے کیسے معلوم ہوتا کوئی اور بہانہ کرتا میرا خیال ہے وہ صحیح کہہ رہا ہے۔

ساتھ ہی میں نے خان بابا کو اشارہ کیا کہ اسے لے آئیں مین گیٹ سے میں نے ڈنکی کو آتے دیکھا اچھی خاصی معقول شکل تھی وہ میرے ساتھ شہزاد کو بیٹھے دیکھ کر گھبرایا اور بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

بیٹھے ڈنکی صاحب میں علیزہ کی کزن ہوں اور یہ میرے منگیتر ہیں شہزاد۔

اوہ.........اس نے تھوک نگلا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا شہزاد بہت گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔

آپ کیسے جانتے ہیں علیزہ کو۔؟

ایکچوئلی وہ دوست ہے میری۔

کیسے دوستی ہوئی آپ کی؟ شہزاد کے سوالوں سے مجھے الجھن ہو رہی تھی۔

کم از کم میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ شہری اتنی تحقیق کرے گا لیکن شہری کا کہنا تھا کہ سبحان صاحب اسے بطور خاص علیزہ کا خیال رکھنے کو کہہ گئے تھے اس لئے وہ اس کی خیریت دریافت کیا کرتا تھا ایسے میں نازو کی آمد مجھے غنیمت لگی جو جوس لائی تھی خان بابا گیٹ پر واپس جا چکے تھے۔

نازو! ان کے لئے بھی جوس لاؤ۔ آپ جوس لیں گے یا سوفٹ ڈرنک میں نے ڈنکی کی طرف دیکھا۔

سوفٹ ڈرنک۔

نازو! سوفٹ ڈرنک لے آؤ اور علیزہ بی بی کو بھیجو باہر۔

شہری! جوس لیں۔ میں شہری کی توجہ ڈنگی پر سے ہٹانا چاہتی تھی لیکن شہر زاد نے اپنا سوال دہرایا تھا۔

وہ چیٹنگ ....چیٹ فرینڈ ہیں ہم۔

اوہ۔ شہرزاد کی اوہ۔ معنی خیز تھی۔

شہرزاد! آپ کیا کھوج میں لگ گئے ہیں جیسے بھی دوستی ہوئی۔

کمال ہے۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ پاکستان میں بھی لڑکیاں بوائے فرینڈ بناتی ہیں اور وہ اتنی آزادی سے ان سے ملنے چلے آتے ہیں۔

پاکستامیں کیا کچھ نہیں ہورہا شہری۔ آپ کبھی ٹی وی دیکھیں تو آپ کو پتا چل جائے دکھ ہوتا ہے مجھے جب اپنے اور دوسرے ملکوں میں مجھے فرق نظر نہیں آتا۔

تب ہی علیزہ آگئی۔ دوپٹا اچھی طرح سر اور جسم کے گرد لپیٹے اس کی

پہلی نظر شہزاد پر پڑی تھی۔

السلام علیکم کیسے ہیں؟ سیاہ آنکھوں میں روشنیاں سی کوندی تھیں۔

فائن! شہزاد بے حد سنجیدہ تھا۔

یہ ڈنگی ہیں۔ علیزہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا جو آنکھوں میں اشتیاق لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

ہاؤ سویٹ! تم تو اپنی تصویر سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو علیزہ۔

کیا.......... کیا کہہ رہے ہیں آپ اور آپ ہیں کون۔ علیزہ کا چہرہ یک دم سرخ ہو گیا تھا۔

میں ڈنگی ہوں تمہارا دوست۔

میں کسی ڈنگی کو نہیں جانتی۔

تم مجھے نہیں جانتیں۔ ڈنگی کے لہجے میں تمسخر تھا گھنٹوں میرے ساتھ چیٹنگ کرتی رہی ہو مجھے میل کرتی ہو اور ....

یہ کیابدتمیزی ہے........پلیز۔اس نے باری باری میری اورشہزاد کی

طرف دیکھامیں اس شخص کونہیں جانتی یہ جانے کیا بکواس کرر ہا ہے۔

میں بکواس نہیں کرر ہاہوں علیزہ جی آپ نے خود مجھے بلایا ہے یہاں

ملنے کے لئے۔

اوکے.........اوکے.........میں نے آہستہ سے کہا۔ڈنکی

صاحب! پلیز اس وقت آپ جائیں پھر کبھی آیئے گا۔

لیکن! ڈنکی نے کچھ کہنا چاہا پلیز ڈنکی صاحب اس وقت ہمارے ہاں

دعوت ہے مہمان آنے والے ہیں آپ سے پھر کبھی بات ہوگی بلکہ ہم

اس دوستی وغیرہ کونہیں مانتے آپ کوعلیزہ سے دلچسپی ہے جیسا کہ ظاہر

ہورہاہےاوردونوں کے درمیان کوئی انڈراسٹینڈنگ ہےتو پلیز اس

کے لئے سیدھاراستہ اختیار کیجئے اوراپنے والدین کوہمارے ہاں بھیجئے

علیزہ نے جوہراساں سی کھڑی تھی چونک کرکہا۔

نہیں........نہیں پلیز میں اسے بالکل نہیں جانتی۔

شاید آپ کی وجہ سے ڈر گئی ہے ڈنکی نے مسکرا کر شہزاد کی طرف دیکھا۔

امید ہے آپ آئندہ بھی تعاون کریں گی فی الحال میں چلتا ہوں او کے

علیزہ!

میں اس شخص کو بالکل نہیں جانتی پلیز بابی................میں ....

ڈنکی جا چکا تھا۔

ریلیکس علیزہ! اگر تم نے اس سے دوستی کر لی ہے تو.........

نہیں کی میں نے کسی سے دوستی۔

میں مسکرائی۔ او کے مان لیا لیکن یہ تمہارا نام اور پتا کیسے جانتا ہے؟

مجھے نہیں معلوم، مجھے قطعاً نہیں معلوم۔ اب اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور قریب تھا کہ وہ رو پڑتی۔

اور یہ......... یہ کیا کہہ رہا تھا میں اس سے چیٹنگ کرتی ہوں اس نے اچانک کہا میں کیسے چیٹنگ کر سکتی ہوں میرے پاس کمپیوٹر نہیں ہے اور مجھے تو اسے آن کرنا بھی نہیں آتا آپ کو تو پتا ہے شہزاد! مجھے کمپیوٹر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔

میں نے شہزاد کو چونکتے دیکھا اور مجھے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا مجھے ڈنگی کو منع کر دینا چاہیے تھا کہ وہ کسی کے سامنے یہ ذکر نہ کرے کہ وہ میرے ساتھ چیٹنگ کرتا تھا۔

ہاں یہ تو ہے علیزہ ممکن ہے وہ جھوٹ بول رہا ہو ہمارے خیال سے اور تمہیں وہ کہیں اور ملا ہو۔ کالج کے گیٹ پر یا یہاں آنے سے پہلے سے ہی تمہاری دوستی ہو۔

نہیں نہیں یہ غلط ہے پلیز بازغہ! میرا یقین کرو۔

اب جھوٹ مت بولو علیزہ اور اندر جاؤ۔ بے فکر ہو جاؤ میں مما سے ذکر

نہیں کروں گی وہ اگر تمہارے ساتھ مخلص ہوا تو اپنے والدین کو بھیج
دے گا۔

میں نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا وہ کچھ دیر یونہی اپنی جگہ کھڑی رہی اس
کی آنکھوں میں وحشت تھی اور وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی اس
نے باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھا اور تقریباً بھاگتے ہوئے
اندر چلی گئی شہزاد کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور آنکھیں کسی گہری
سوچ میں ڈوبنے کی غمازی کر رہی تھیں۔

علیزہ بہت سادہ ہے اور سادہ لڑکیاں ہی ایسے لڑکوں کے چکر میں پھنستی
ہیں بہر حال مما ہینڈل کر لیں گی اس کے جانے کے بعد میں نے کہا۔
میں ذرا طریقے سے مما سے بات کروں گی۔
شہزاد نے کوئی تبصرہ نہ کیا کچھ دیر بعد مما اور پپا بھی باہر آ گئے تھے اور
پھر انکل دل نواز اور آنٹی کے آنے پر ہی ہم اندر گئے شہزاد خاموش سا

تھا یا مجھے لگا تھا حالانکہ وہ مسلسل پپا کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا

علیزہ کھانے پر نہیں آئی تھی نازو نے آکر بتایا تھا کہ اس کے سر میں درد

تھا اس لئے وہ سوگئی ہے۔

بہت پڑھتی ہے دو تین روز ہی رہ گئے ہیں اس کے پیپرز میں خیر جگانا

مت۔ مما نے منع کر دیا تھا کھانے کے بعد قہوہ پیتے ہوئے میری اور

شہزاد کی شادی کا ذکر چل پڑا تھا مما اور آنٹی زیورات اور کپڑوں کی

باتیں کر رہی تھیں جب کہ انکل اور پپا کیٹرنگ والوں کے متعلق فیصلہ

کرنے میں لگے تھے سو میں وہاں سے اٹھ آئی تھی۔

شہزاد بھی کچھ دیر بعد اٹھ آیا تھا اور ہم باہر لان میں آ گئے تھے لان

میں ٹہلتے ہوئے شہزاد نے اپنی آئندہ زندگی کے متعلق بہت ساری

باتیں کیں میرا موڈ بہت خوشگوار ہو گیا تھا شہزاد کی رفاقت میں ایک

خوشگوار زندگی گزارنے کا تصور ہی بڑا خوش کن تھا پوری رات میں

خواب دیکھتی رہی تھی۔

میں اور شہرزاد اور زندگی کا حسین سفر۔ لوگ ہمیں رشک سے دیکھتے

تھے بلاشبہ ہماری جوڑی چاند سورج کی جوڑی تھی صبح میں دیر سے اٹھی

تھی بلکہ میری آنکھ دروازے پر دستک سے کھلی تھی میں نے اٹھ کر

دروازہ کھولا تو علیزہ کھڑی تھی۔

او ہ تم........آ جاؤ۔

وہ ہولے ہولے چلتی ہوئی اندر آ گئی اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں

چہرہ ستا ہوا تھا شاید وہ بہت روئی تھی یا شاید وہ ساری رات نہیں سوئی

کچھ دیر وہ یونہی کھڑی رہی جیسے کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہو اس کے

ہونٹ ہولے ہولے کانپ رہے تھے۔

کیا بات ہے علیزہ بیٹھ جاؤ۔ آرام سے بات کرو۔

وہ..........وہ لڑکا میں اسے نہیں جانتی بالکل بھی نہیں جانتی۔ میں قسم

کھانے کو تیار ہوں مجھے نہیں معلوم کہ اسے میرا نام کیسے معلوم ہوا وہ یہاں کیسے آیا بلیوی بازغہ! میں ایسی لڑکی نہیں ہوں لڑکوں سے دوستی کرنے والی۔

او کے.........ٹھیک ہے مجھے یقین ہے میں نے نرمی سے کہا تو اس نے بے یقینی سے مجھے دیکھا۔

آپ...........آپ کو یقین ہے بازغہ؟

ہاں کیا میں تمہیں نہیں جانتی، میں مسکرائی، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ یہاں کیسے آ گیا اور وہ بھی اتنے اعتماد کے ساتھ ....شاید تمہاری کوئی دوست۔

میری تو کوئی خاص دوست نہیں ہے ایسی سوائے فاطمہ کے لیکن وہ ایسی لڑکی نہیں ہے وہ ایسی حرکت نہیں کرسکتی پھر اسے یہاں کا اس گھر کا ایڈریس بھی نہیں معلوم جب سے اس نے ایم اے میں ایڈمیشن لیا

ہے میری ملاقات کم ہی ہوتی ہے اس سے۔

اوکے......سوچیں گے۔ تم ریلیکس ہو کے پڑھائی کرو میں اور شہری دیکھ لیں گے اسے وہ دوبارہ نہیں آئے گا یہاں۔

اس نے ممنونیت سے مجھے دیکھا تھینکس بازغہ! آپ بہت اچھی ہیں آئی لو یو۔

یک دم میرے دل کے اندر کہیں چبھن سی ہوئی اور میں نے لمحہ بھر کو ندامت سی محسوس کی لیکن دوسرے ہی لمحے یہ احساسِ ندامت یوں غائب ہو گیا جیسے تپتی زمین پر پانی کا کوئی قطرہ گرے اور لمحہ بھر بعد سورج کی تپش سے غائب ہو جائے۔

اس میں شکریہ کی کیا بات ہے کیا تم ہماری اپنی نہیں ہو اور پھر شہری کا تو تمہیں پتا ہے اسے یوں بھی تمہارا بہت خیال رہتا ہے۔

ہاں وہ بھی بہت اچھے ہیں۔

او کے تم جاؤ اطمینان سے اپنی پڑھائی کرو اور اس لڑکے کو بھول جاؤ۔ اور وہ تشکر آمیز نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے چلی گئی تو میں یونیورسٹی جانے کے لئے تیار ہونے لگی۔

☆☆☆

اگلے دو دن میں بہت خوش رہی تھی میں نے علیزہ کو شہزاد کی نظروں میں گرادیا تھا اور شہزاد نے میرے ساتھ آئندہ زندگی گزارنے کی پلاننگ شیئر کی تھی اس لئے مجھے احساس ہی نہ ہو سکا کہ شہری نے مجھے دو دن سے فون نہیں کیا میں نے جتنی بار اسے ٹرائی کیا اس کا موبائل آف ملا تب میں نے گھر فون کیا تو مجھے پتا چلا کہ آفس کے کام کے سلسلے میں وہ کراچی گیا ہوا ہے اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ شہزاد مجھے بتائے بغیر کہیں چلا گیا ہو، شاید کہیں اچانک پروگرام بنا ہو میں نے خود

سے کہا لیکن وہ وہاں جا کر ایک فون تو کر سکتا تھا پھر میں نے مسلسل کئی روز اسے ٹرائی کیا لیکن اس کا موبائل آف تھا شاید بہت مصروف ہو آنٹی نے بتایا تو تھا کہ وہ آفس کے کام سے گیا ہے میں نے خود کو تسلی دی۔

علیزہ کے پیپرز ہو رہے تھے اور وہ پڑھائی میں مگن تھی رات دیر تک پڑھتی تھی اس روز کے بعد وہ میرے کمرے میں نہیں آئی تھی لیکن ادھر اُدھر کھانے کی ٹیبل پر جب بھی میری اس سے نظر ملتی تو مجھے اس کی آنکھوں میں تشکر ممنونیت اور التجا بیک وقت نظر آتی اور میں مسکرا کر گویا اسے تسلی دیتی شہزاد سے بات ہوئے آٹھ دن ہو گئے تھے اور میں بے حد اداس تھی کہ اچانک اس کا فون آ گیا۔

کہاں تھے تم شہری! میں بہت پریشان تھی۔

میں کراچی چلا گیا تھا تم کیسی ہو؟

تمہیں بہت مس کر رہی ہوں۔

علیزہ! آنٹی انکل سب خیریت سے ہیں۔؟

وہ بے حد سنجیدہ لگ رہا تھا اس کے لہجے سے وہ پہلے والی بے تابی اور بے چینی عیاں نہ ہو رہی تھی اس کے لہجے نے مجھے چونکا دیا تھا اور ابھی میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ سب کی خیریت پوچھ کر اس نے فون رکھ دیا۔

یہ شہری کو کیا ہوا ہے۔؟

میں نے دیر تک سوچا اور پھر خود ہی طے کر لیا کہ شاید بزنس کی کوئی پریشانی ہے لیکن یہ بزنس کی پریشانی نہ تھی اور بات تھی لاہور آنے کے بعد بھی وہ مجھ سے بات نہیں کر رہا تھا میں فون کرتی تو مختصراً بات کرتا اور خدا حافظ کہہ دیتا اس کا رویہ مجھے اپ سیٹ کر رہا تھا اور مجھے اس کی وجہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی اس روز میں یونیورسٹی سے آئی تو شہزاد

مما اور علیزہ لاؤنج میں بیٹھے تھے شہزاد علیزہ سے کچھ پیپرز سائن کروانے لایا تھا جو غالبا سبحان انکل نے بھیجے تھے۔

السلام علیکم۔

وعلیکم السلام کیسی ہو؟ شہزاد نے ایک اچٹتی سی نظر مجھ پر ڈالی تھی عام سی نظر اور پھر علیزہ کے ہاتھ سے پیپرز لے کر چیک کرنے لگا۔

میرا دل ایک لمحہ کو جیسے ڈوب سا گیا تھا میں خاموشی سے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

یہ.......... یہ بھی سائن کردو شہزاد نے پیپر اس کی طرف بڑھا دیئے۔

اور تمہارا آخری پیپر کب ہے؟ شہزاد اس سے پوچھ رہا تھا۔

کل...........

اوکے تم جا کر پڑھو۔

علیزہ اٹھ گئی تو میں نے سکون کا سانس لیا۔

سبحان صاحب نے ویزے کے لئے اپلائی کیا ہوا ہے اسی سلسلے میں کاغذات ہیں شہزاد نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا اور کھڑا ہو گیا۔

تم جا رہے ہو؟ مجھے حیرت ہوئی۔

ہاں.........میں آفس سے اٹھ کر آیا تھا۔

کسی دن شام کو چکر لگاؤ تمہارے انکل بھی تمہیں یاد کر رہے تھے۔

کوشش کروں گا آنے کی۔

میں اور مما اسے پورچ تک چھوڑنے آئے لیکن وہ بغیر میری طرف دیکھے سرسری انداز میں خدا حافظ کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔؟اس کا رویہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اس کی نظروں نے مجھے کوئی پیغام نہیں دیا تھا اس نے کوئی مسکراتی ہوئی نظر مجھ پر نہ ڈالی تھی کیا کراچی میں کوئی اور لڑکی........

اور اس خیال سے ہی میرا دل جیسے پاتال میں گرنے لگا۔
رات بھر میں بہت بے چین رہی اور صبح یونیورسٹی جانے کا موڈ بھی نہ تھا لیکن ان دنوں سر حمید بہت اہم لیکچر دے رہے تھے اور پھر یونیورسٹی میں دن بھی کتنے رہ گئے تھے کچھ دنوں تک ہم فری ہونے والے تھے صبا کے ساتھ لائبریری میں بیٹھ کر نوٹس بناتے ہوئے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا جب وہاں سے نکلی تو چار بج رہے تھے صبا کو ڈراپ کرتے ہوئے غیر ارادی طور پر میں نے گاڑی کا رخ شہزاد کے آفس کی طرف موڑ دیا میں آج دوسری بار شہزاد کے آفس آئی تھی۔
ایک بار وہ خود مجھے آفس لایا تھا اور اب دوسری بار میں خود آئی تھی وہ مجھے دیکھ کر حیران ہوا۔
تم یہاں؟
تم ڈسٹرب ہوئے ہو؟

ہاں نہیں تو۔ ....خیر میں اب اٹھنے ہی والا تھا۔ وہ فوراً نارمل ہو گیا چائے پیو گی یا جوس لو گی۔؟

کچھ بھی نہیں شہری! میں تو بس یہ پوچھنا چاہ رہی تھی تم ایسا کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ۔

کیسا؟ وہ انجان سا بن گیا۔

اس طرح اجنبیت سی نہ فون کرتے ہو کراچی جاتے ہوئے تم نے بتایا تک نہیں اب آئے ہو تو ....

میں کچھ الجھا ہوا ہوں اور پریشان بھی۔

کیا اپنی پریشانی مجھ سے شیئر نہیں کرو گے شہری! میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ لمحہ بھر یونہی مجھے دیکھتا رہا پھر ایک گہری سانس لی۔

شاید نہیں۔

کیوں شہری! ہمیں زندگی کا سفر اکٹھے طے کرنا ہے ایک دوسرے کے

ہمراہی میں تو ہمیں ایک دوسرے کے دکھ سکھ بھی تو شیئر کرنا چاہئیں۔
ہاں.........لیکن ابھی مجھے یہ فیصلہ کرنا ہے یہ کہ ہمیں زندگی کا سفر اکٹھے طے کرنا ہے یا نہیں۔
کیوں؟ بے اختیار میرے لبوں سے نکلا تھا۔فیصلہ تو ہو چکا ہے۔
لیکن کبھی کبھی حالات فیصلے بدل بھی دیتے ہیں۔
میں بے یقین نظروں سے اسے دیکھتی رہی کیا یہ شہری نے کہا تھا شہزادنے جو صرف پندرہ سولہ دن پہلے میرے ساتھ آئندہ زندگی کی پلاننگ کرر ہا تھا شاید میرے کانوں نے غلط سنا ہے شہزادا ایسا نہیں کہہ سکتا اس وقت جب منگنی کو دو سال ہو رہے ہیں اور غیر رسمی طور پر شادی کی تاریخ بھی طے پا چکی ہے نہیں میں نے پھر اس کی طرف دیکھا اس امید پر کہ شاید وہ ہنس دے شاید وہ کہہ دے ہی مذاق ہے پاگل، لیکن اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی اور آنکھیں بغیر جذبوں

کے بے رنگ سی۔

کیا تم علیزہ سے مجھے اپنی آواز بہت دور سے آتی سنائی دی تھی۔

اس کا نام مت لو بازغہ! وہ بہت سادہ اور معصوم لڑکی ہے اس کے لہجے میں تلخی تھی تم نے پہلے ہی۔.........

میں کھڑی ہوگئی میرے کان سائیں سائیں کررہے تھے پتا نہیں اس نے کیا کہا تھا میں نے سنا نہیں۔

بازغہ.........! اس نے آواز دی تھی شاید مجھے ڈسٹرب مت کرنا میں یکسوئی سے سوچنا چاہتا ہوں اور فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔

لیکن میں نے مڑ کر نہیں دیکھا اور نہ ہی اس کی بات پر دھیان دیا اب کیا بچا تھا کیا رہ گیا تھا اس ڈائن نے مجھے ڈس لیا تھا مجھے نہیں معلوم میں کیسے اٹھی تھی اور کیسے اپنی گاڑی تک پہنچی تھی میرا دل نیچے کہیں اتھاہ گہرائیوں پر گرتا جارہا تھا۔

وہ بہت معصوم ہے کانوں میں شہری کی آواز گونجی تھی۔

تم نے پہلے ہی۔ادھورا فقرہ مجھے مضطرب کر گیا میں نے گاڑی کیسے پارک کی گیٹ سے لاؤنج تک کا فاصلہ بے دھیانی میں طے کیا تھا لیکن پھر لاؤنج کے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر اس کے کمرے کی طرف دیکھا اس کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔

علیزہ.........! میری آواز شاید بہت بلند تھی کہ نہ جانے کہاں سے نازو نکل کر میرے سامنے آ گئی وہ تو جب سے پرچہ دے کر آئی ہیں سو رہی ہیں کھانا بھی نہیں کھایا بی جی نے بھی منع کر دیا جگانے سے۔

میں نے نازو کی طرف نہیں دیکھا اور شاید پہلے سے زیادہ بلند آواز میں اسے پکارنے لگی اور پھر آنکھیں ملتے ہوئے وہ باہر نکلی کسی قدر حیرانی سے مجھے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر گھبراہٹ سی نظر آئی۔

کیا ہوا۔خیریت تو ہے نا بازغہ کیا ہوا؟ اس نے ایک قدم آگے بڑھ کر

میرے بازو پر ہاتھ رکھا تو میں نے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے اسے گھورا۔

تم............تم علیزہ! نانی کے گھر دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والی معمولی لڑکی تم مجھ سے مقابلہ کرو گی بازغہ علی سے تم کیا سمجھتی تھی کہ شہرزاد تم سے پیار کرنے لگا ہے اور تم اسے مجھ سے چھین لو گی لیکن یہ تمہاری خام خیالی ہے۔

میں جیسے پاگل ہو رہی تھی وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے مجھے دیکھ رہی تھی۔

اور تم بے وقوف اور احمق لڑکی میں تو تمہیں بے وقوف بنا کر انجوائے کر رہی تھی کہ شہرزاد تم سے محبت کرنے لگا ہے وہ تو میرا منگیتر ہے پچھلے دو سال سے یقین نہیں آتا تو پوچھ لو اس نازو سے اور تم نے سچ سمجھ لیا اور اسے ادائیں دکھانے لگیں اپنے سلیقے اور سگھڑاپے سے اسے رجھانے

لگیں۔

نہیں..........نہیں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا، اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

تمہارے لئے تو وہ ڈنگی ہی مناسب ہے جس کے ساتھ تم محبت کی پینگیں بڑھا رہی ہو اور جو تمہاری تصویریں جیب میں لیے پھرتا ہے۔ میرے منہ میں جو آ رہا تھا میں کہے جا رہی تھی میری آواز سن کر مما بھی اپنے کمرے سے نکل آئی تھیں۔

بند کرو یہ بکواس کیا کہہ رہی ہو۔

نہیں پھپھو............یہ سب جھوٹ ہے۔ علیزہ کا رنگ سفید ہو رہا تھا اور اس کے پورے وجود پر لرزہ طاری تھا۔

کھاؤ قسم اپنے باپ کی زندگی کی کہ تم شہزاد سے محبت نہیں کرتیں تم کہو قسم کھاؤ۔

میں........میں..........پھر جیسے اس کی آواز بند ہو گئی۔
وہ ساکت پھٹی پھٹی آنکھوں سے کبھی مجھے دیکھتی اور کبھی مما کو۔ اس کے ہونٹ کھلتے پھر بند ہو جاتے میں نے قہقہہ لگایا۔
مما یہ آپ کی لاڈلی بھتیجی آپ کی بیٹی کا گھر اجاڑ رہی ہے میرے مذاق کو سچ جان کر اس کا ساکت وجود ایک دم زور سے کانپا۔ اس نے جیسے سہارا لینے کے لئے ہاتھ پھیلائے مما تیزی سے اس کی طرف لپکیں لیکن وہ کارپٹ پر گر چکی تھی اس کی آنکھیں بند تھیں میں نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ ہونہہ ڈرامہ!
اور کندھے اچکا کر اپنے کمرے میں چلی آئی اور کمرے میں آتے ہی میری آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور میں بیڈ پر اوندھا لیٹ کر رونے لگی نہیں شہری ایسا نہیں کر سکتا کبھی نہیں، بھلا کیا کمی ہے مجھ میں اور خود شہری نے کتنی ہی بار کہا تھا۔

بازغہ! آپ بہت خوبصورت ہیں اور میں بہت لکی ہوں پھر وہ ضرور مجھ سے میری کسی بات پر ناراض ہو گیا ہے میں اسے منالوں گی اور وہ مان جائے گا وہ مجھ سے زیادہ دیر خفا نہیں رہ سکتا میں سوچنے لگی اس روز جب وہ ہمارے ہاں کھانے پر آیا تھا تو ایسی کیا بات ہوئی تھی یا اس کے بعد لیکن کوئی ایسی بات یاد نہیں آ رہی تھی جس پر وہ خفا ہوتا پھر بھی میں اس سے سوری کر لوں گی اس بات کے لئے جو میں نہیں جانتی۔

میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا میں ایک گولی کھا کر سو گئی اور جب میری آنکھ کھلی تو میرے کمرے میں اندھیرا تھا اور لائٹ جل رہی تھی میں فریش ہو کر باہر آئی تو نازو لاؤنج میں کارپٹ پر لیٹی ہوئی تھی مجھے دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔

کھانا لگاؤں؟ میں نے ٹائم دیکھا نو بجنے والے تھے اور گھر میں خاموشی تھی۔

میرا خیال تھا کہ وہ کچھ دیر تک ہوش میں آ جائے گی خواہ مخواہ سبحان

ماموں کو پریشان کرنے کی بھلا کیا ضرورت تھی لیکن سبحان ماموں آ

گئے تھے وہ بے ہوش ہی تھی میں ایک بار بھی اسے ہاسپٹل دیکھنے نہیں

گئی حالانکہ دو ایک بار میں نے سوچا بھی کہ میں ہاسپٹل جاؤں ماموں

بھلا کیا سوچیں گے سو اسی خیال سے میں اس روز ہاسپٹل چلی گئی تھی

شہری مجھے باہر ہی مل گیا تھا میں بے چینی سے اس کی طرف بڑھی لیکن

اس کے چہرے پر ایسی پتھریلی اجنبیت تھی کہ میں ٹھٹھک گئی۔ اس

نے ایک نظر مجھ پر ڈالی جس میں تاسف ناگواری اور جانے کیا کیا کچھ

تھا تب میں نے غور کیا اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور آنکھوں میں بے حد

سرخی تھی شاید وہ راتوں کو جاگتا رہا تھا کیا خبر وہ رات بھر یہاں ہاسپٹل

میں ہی رہتا ہو میں نے ایک بار پھر علیزہ کے لئے اپنے دل میں

انتہائی نفرت محسوس کی اور میرے دل نے اس کی موت کی خواہش کی

لیکن زندگی دینے والے نے اسے موت کے منہ سے بچالیا۔ وہ مما تھیں جو آئی سی یو سے تقریباً بھاگتے ہوئے آئی تھیں۔

شہری........شہری ان کی آواز شدت جذبات سے کانپ رہی تھی۔

علیزہ ہوش میں آگئی ہے اس نے آنکھیں کھول دیں۔

مما نے میری طرف نہیں دیکھا نہ ہی شہری نے میں نے شہری کے چہرے پر رنگ بکھرتے دیکھے اور میرا دل جیسے ڈوب سا گیا۔

کیا میں نے شہری کو کھو دیا ہے اور کیا..........؟

میں نے شہری کی طرف دیکھا لیکن وہ مجھے نظر انداز کیے تیزی سے آئی سی یو کی طرف بڑھ گیا مما نے بھی ایک نظر مجھے دیکھا تھا اور پھر واپس پلٹ گئیں ایک لفظ کہے بغیر اور میں کوریڈور میں تنہا کھڑی رہ گئی میں نہ جانے کتنی دیر وہاں کھڑی رہی پھر سبحان ماموں آ گئے۔

ارے بیٹا تم یہاں کیوں کھڑی ہو کمرے میں چلو علیزہ ہوش میں آ گئی

ہے اس نے آنکھیں کھول دی ہیں۔
ان کی آواز شدت جذبات سے کانپ رہی تھی۔
اللہ نے تمہاری اور ہماری دعائیں سن لی ہیں۔ وہ اب خطرے سے
باہر ہے۔
میری دعائیں؟ میں نے خود سے پوچھا۔ میں نے تو ایک بار بھی اس
کی زندگی کی دعا نہ کی تھی ہاں چند لمحے پہلے اس کی موت کی خواہش
ضرور میرے دل میں پیدا ہوئی تھی۔

میں فرحان کو فون کرنے جا رہا ہوں بہت پریشان تھا وہ۔
سبحان ماموں مجھے دوبارہ کمرے میں جانے کی تلقین کرتے ہوئے
چلے گئے اور میں وہیں سے ہی پلٹ آئی مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے
میرے چاروں اور آگ لگی ہوئی ہے اور ہر طرف سے آگ کی لپٹیں
مجھ تک پہنچ رہی ہوں میں شہزاد کو فون کر کر کے تھک گئی لیکن وہ اپنا

موبائل آف رکھتا تھا مما سے پتا چلا تھا کہ علیزہ کو کمرے میں منتقل کر دیا گیا ہے وہ اب بہتر ہے بات کرتی ہے ایک دو روز میں ڈسچارج ہو جائے گی۔

اور شہزاد..............وہ کیا کرے گا کیا وہ علیزہ سے محبت کرنے لگا تھا؟

میں رات کو بیڈ پر لیٹتی تو پوری پوری رات سوچنے میں گزار دیتی۔

لیکن یہ محبت کب ہوئی؟ مجھے خبر کیوں نہ ہوئی شاید جب سبحان ماموں آئے تھے اور وہ ہر روز ان کے ہاں جاتا تھا ان دنوں شاید لیکن مجھ میں کیا کمی تھی جو شہری علیزہ سے محبت کرنے لگا تھا میں ہر لحاظ سے علیزہ سے بہتر تھی میں بار بار اس کا نمبر ملاتی لیکن وہ نہیں ملتا میں دو تین بار آفس گئی تو پتا چلا وہ ہاسپٹل میں ہے اور میرے تن بدن میں جیسے آگ سی لگ جاتی۔

نہیں یہ نہیں ہوسکتا شہری کبھی بھی علیزہ کا نہیں ہوسکتا میں اسے کبھی بھی علیزہ کا نہیں ہونے دوں گی علیزہ ایک بار ہاسپٹل سے آ جائے تو میں اس سے کہوں گی کہ شہری پر صرف میرا حق ہے صرف میرا۔ میں اس سے معافی مانگ لوں گی میں اس سے کہوں گی وہ میرے لئے میری زندگی کے لئے شہری کی زندگی سے نکل جائے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو میں خود کو ختم کرلوں گی باوجود اس کے کہ مجھے علیزہ سے نفرت ہوگئی تھی میں جانتی تھی کہ وہ میری زندگی بچانے کے لئے شہری کی زندگی سے نکل جائے گی وہ ایسی ہی تو تھی نرم خو اور مہربان لیکن یہ سب کہنے کی مجھے ضرورت ہی نہ پڑی اور علیزہ، سبحان ماموں کے ساتھ مجھ سے ملے بنا کینیڈا چلی گئی کبھی واپس نہ آنے کے لئے اس روز خلاف معمول شام کے وقت مما کو گھر میں دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی تھی۔

آج آپ ہاسپٹل نہیں گئیں اپنی چہیتی بھتیجی کو دیکھنے؟ انہوں نے ایک

شا کی نظر مجھ پر ڈالی۔

علیزہ سبحان بھائی کے ساتھ کینیڈا چلی گئی۔

کیا ہاسپٹل سے ہی؟

مجھے حیرت ہوئی۔

نہیں علیزہ تین چار دن سے سبحان بھائی کے ساتھ اپنے گھر پر تھی۔

واپسی کب ہے۔

شاید کبھی نہیں۔مما نے اپنے آنسو چھپانے کے لئے سر جھکا لیا اور مجھے بے حد خوشی محسوس ہوئی اب شہزاد کو مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا اگر وہ مجھ سے خفا بھی ہے تو میں اسے منا لوں گی جیسے بھی ممکن ہوا اس روز میں بڑے اہتمام سے تیار ہوئی تھی اور میں نے سوچا تھا کہ میں شہزاد کے آفس چلی جاؤں کہ وہ خود ہی آ گیا مما سے سلام دعا کر کے وہ سیدھا میرے کمرے میں آیا میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی خود کو

دیکھ رہی تھی۔

شہری! میں نے اپنے اندر خوشی کو پھیلتے اور رنگ بکھرتے محسوس کیے۔

کیسے ہو؟ میری نظریں اس کے چہرے پر تھیں وہ بے حد سنجیدہ لگ رہا تھا۔

بیٹھو بازغہ مجھے تم سے کچھ بات کرنا ہے۔

میں مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی وہ میرے سامنے تھا میرے کمرے میں اور علیزہ یہاں کہیں نہیں تھی۔

بازغہ! میں نے بہت چاہا کہ خود کو تمہارے ساتھ کے لئے آمادہ کر سکوں لیکن ایسا نہیں کر سکا میں کسی جھوٹ کے سہارے ساری زندگی نہیں گزار سکتا مجھے دھوکے، فریب و منافقت سے ہمیشہ نفرت رہی ہے میں نے تمہیں پسند کیا تمہیں چاہا یہ سچ ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اب تم میرے دل میں کہیں نہیں ہو۔

لیکن کیوں، کیوں شہری؟ میں نے تڑپ کر پوچھا میری ساری خود داری انا اس کی محبت کی طلب میں مر چکی تھی۔

کیا کمی ہے مجھ میں کہ تم علیزہ سے محبت کرنے لگے۔

تم بازغہ! اس کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ ابھری، اس سوال کا جواب تو بہت طویل ہے کہ میں کیوں اور کب علیزہ سے محبت کرنے لگا اپنے آپ سے پوچھنا اور جواب نہ پا سکو تو پھر میرے جواب کا انتظار کرنا میں کوشش کروں گا کہ جانے سے پہلے تمہارے سوال کا جواب دے دوں۔

تم کہاں جا رہے ہو شہری؟ آنسو میرے رخساروں پر پھسل آئے۔

امریکہ اور شاید کبھی واپس نہ آؤں۔

نہیں پلیز ایسا مت کرو۔ مت جاؤ مجھے چھوڑ کر۔ لیکن وہ میری ہر التجا کو نظر انداز کر کے چلا گیا۔

مماپپا سے اس نے کیا کہا دل نواز چچا اور آنٹی کو اس نے کیا جواز پیش کیا مجھے نہیں معلوم گھر میں کسی نے اس کے اس اقدام پر تبصرہ نہیں کیا۔

دل نواز چچا اور آنٹی اب بھی آتے ہیں مجھے پیار کرتے ہیں اور خوشیوں کی دعا دیتے ہیں مما کو کسی اچھے رشتے کی تلاش ہے لیکن نہ اس سے کوئی کچھ کہتا ہے نہ مجھ سے کوئی کچھ پوچھتا ہے مما پوچھیں تو میں ان سے کہوں میری خوشیوں کو میری اپنی نظر لگ گئی ہے وہ میرے لئے اب خوشیاں تلاش نہ کریں لیکن مما تو بہت چپ چپ رہنے لگی ہیں انہوں نے اپنی این جی او میں جانا بھی چھوڑ دیا ہے بس کبھی کبھی کسی ڈیلر "پراپرٹی" کے ساتھ نانو والا گھر دکھانے چلی جاتی ہیں نازو نے مجھے بتایا تھا کہ سبحان ماموں نے مما سے کہا تھا کہ وہ گھر فروخت کر دیں کہ یہ علیزہ کی خواہش ہے کہ وہ اب کبھی پاکستان نہیں آئے گی

اور مما جب بھی کسی خریدار کو گھر دکھا کر آتی ہیں پہلے سے زیادہ افسردہ دکھائی دیتی ہیں اور مجھے اپنا آپ مجرم لگتا ہے یہ میں ہوں جس کی وجہ سے مما کا میکہ آباد ہوتے ہوتے رہ گیا۔

مما کتنی خوش تھیں کہ مدتوں بعد ان کے بھائی ان کے میکے کو آباد کریں گے لیکن میرے حسد نے سب کے خواب ملیا میٹ کر دیئے اور علیزہ وہ معصوم سی سادہ دل لڑکی جو میرے ذرا سے التفات پر خوش ہو جاتی تھی میں نے کیا کیا اس کے ساتھ اور کیوں؟ محض حسد جلاپا اور سچ ہی تو کہا گیا ہے حسد کرنے والا خود اپنے آپ کو راکھ کرتا ہے حسد آدمی کو کھا جاتا ہے۔

اور اس حسد نے مجھے بھی کھا لیا۔

میری خوشیاں مجھ سے چھن گئیں محض میری اپنی وجہ سے۔

یہ میں ہی تو تھی جس کے منہ سے نکلے زہریلے الفاظ نے علیزہ کو موت

کے منہ تک پہنچا دیا تھا اور اسے ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا وہ جو کہا کرتی تھی کہ وہ اپنے ملک سے دور نہیں رہ سکتی اور بہت جلد اپنے پاپا کو بھی یہیں لے آئے گی۔

جب میں سوچتی ہوں تو میرا ضمیر مجھے کچوکے لگاتا ہے مجھے کم ظرف حاسد اور جانے کیا کیا کہتا ہے اور میں سارا سارا دن اپنے کمرے میں بیٹھی اور شہزاد کو سوچتی رہتی ہوں یا پھر شہزاد کے خط اور ڈائری کو پڑھتی رہتی ہوں یہ خط جو اس نے مجھے امریکہ جانے کے پندرہ دن بعد بھیجا اپنی ڈائری کے ان صفحات کے ساتھ۔

اس نے لکھا تھا۔

بازغہ............تم نے ایک سوال کیا تھا کہ مجھے کب اور کیوں علیزہ سے محبت ہوگئی یہ میری ڈائری کے چند صفحات ہیں شاید تمہیں اپنے سوال کا جواب مل جائے۔ شہزاد نے لکھا تھا۔

علیزہ ہمیشہ کے لئے یہ ملک چھوڑ گئی وہ سادل دل اور معصوم لڑکی۔
جس کے ٹیانٹ جس کی سادگی سلیقے اور ذہانت کا میں مداح تھا جس
نے مجھے اپنی بہت ساری خوبیوں سے متاثر کیا تھا اس کے پاس بہت
نالج تھا۔
اس نے بازغہ کے برعکس بے تحاشا کتابیں پڑھ رکھی تھیں خصوصا ادب
کے حوالے سے اس کا مطالعہ بہت تھا۔

پہلی بار میں نے اسے سرسری نظر سے دیکھا تھا بازغہ مجھے اس کے
متعلق بتا چکی تھی دوسری بار اس کی ہنسی اور حس مزاح نے مجھے چونکایا
اس کی ہنسی بہت خوبصورت تھی اتنی خوبصورت ہنسی میں نے اس سے
پہلے کسی کی نہ سنی تھی۔
پہلے اس کی آنکھوں میں جگنو دمکتے پھر ہونٹوں پر کنول کھلتے۔
تیسری بار مجھے اس کے گھنے سیاہ بالوں نے چونکایا تھا خواتین کے لمبے

بال مجھے ہمیشہ سے پسند ہیں میرے دل نے بے اختیار اس کے سلکی
بالوں کو سراہا تھا میں نے اس کے متعلق ایسا کبھی نہیں سوچا تھا جیسا اب
سوچتا ہوں ایسا کبھی محسوس نہیں کیا تھا جیسا اب محسوس کرتا ہوں بلکہ
جب بازغہ اپنی گفتگو میں بلاوجہ اس کا ذکر کرتی تو میں چڑ تا تھا مجھے
اپنے اور اس کے درمیان کسی تیسرے وجود کا ذکر پسند نہیں تھا۔
بازغہ کو جب پہلی بار میں نے دیکھا تو وہ مجھے اچھی لگی۔ بے حد مختلف
سا حسن تھا۔

حیا کی آمیزش لیے مشرقی حسن اور جب میرے نام کی انگوٹھی اس کی
انگلی میں پہنادی گئی تو میں اس سے محبت کرنے لگا۔

ہم دونوں لائف پارٹنر بننے والے تھے مجھے اس کی ذرا ذرا سی بات کا
خیال رہتا تھا میں جانتا تھا کہ بازغہ بہت تنگ دل ہے لیکن میں یہ نہیں
جانتا تھا کہ اس کے اندر اتنی تنگ دلی ہوگی کہ ایک بے بنیاد وہم علیزہ کو

مجھ سے دور کرنے کے لئے اس حد تک چلی جائے گی۔

علیزہ اس کی کزن تھی لیکن بازغہ نے مجھ سے اس کا ذکر نہ کیا تھا شاید وہ یہ بات مجھ سے چھپانا چاہتی تھی حالانکہ اس میں ایسی کوئی بات نہ تھی اگر علیزہ کے والد نے اپنی پسند سے شادی کر لی تھی یا بیوی کی وفات کے بعد ملک چھوڑ دیا دیا تھا تو بھلا اس میں چھپانے والی کیا بات تھی لیکن میں نے کبھی بازغہ سے نہیں پوچھا کہ اس نے یہ بات مجھ سے کیوں چھپائی لیکن پھر پے در پے کئی باتوں سے میں نے محسوس کیا کہ بازغہ علیزہ کو ناپسند کرتی ہے لیکن کیوں؟ میں یہ نہیں جان پا رہا تھا علیزہ تو بہت بے ضرر سی لڑکی تھی اس کی خوبیوں کا ادراک تو مجھے تب ہوا جب وہ سبحان صاحب کے آنے کے بعد اپنے گھر میں چلی گئی اور مجھے اکثر وہاں جانا پڑا اس کی آواز اور لہجہ بے حد خوبصورت تھا۔

اس کا مطالعہ وسیع تھا، اور بازغہ اس کے دیہاتی پن کا مذاق اڑایا کرتی

تھی جس روز وہ مجھ سے ایلیٹ کی ویسٹ لینڈ پر بحث کر رہی تھی میں
حیرت سے سوچ رہا تھا کہ کیا یہ وہ علیزہ ہے جس کا بازغہ نے ہمیشہ
مذاق اڑایا ہے۔؟
پانچ نظموں پر مشتمل ویسٹ لینڈ کے ہر حصے پر اس کی گفتگو اس کے
گہرے مطالعے کا پتا دیتی تھی گو اس کے اول ذوق کا علم تو مجھے پہلے ہی
ہو چکا تھا اس کے جوہر تو اب کھلے تھے وہ بہت مزے کے کھانے پکاتی
تھی اکثر سبحان صاحب کھانے پر روک لیتے تھے ایک بار میں نے
ہنس کر کہا تھا۔
وہ شخص بڑا لکی ہو گا جس کی شریکِ حیات تمہارے جیسی لڑکی ہو گی۔
یہ محض اس کی خوبیوں کا اعتراف تھا اس کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ میں
بازغہ کے بجائے علیزہ سے محبت کرنے لگا ہوں بازغہ میری منگیتر تھی
کچھ عرصہ بعد ہماری شادی ہونے والی تھی میں اس کے علاوہ کسی اور

کے متعلق کیسے سوچ سکتا تھا ایک بار مجھے دل ہی دل میں اس بات پر ہنسی آئی تھی کہ اگر بازغہ کو پتا چلے کہ میں کام سے فارغ ہو کر علیزہ سے گپ شپ لگاتا ہوں تو وہ کس قدر جیلس ہو لیکن مجھے ہرگز اندازہ نہ تھا کہ وہ اس جیلس میں حد سے گزر جائے گی میں اکثر سوچتا تھا کہ لوگ بلاوجہ کیوں دوسرے سے جلتے ہیں اور انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں کیا حسد میں آدمی اتنا حد سے گزر جاتا ہے جیسے بازغہ نے کیا مجھے ذرا بھی تو اندازہ نہ تھا کہ وہ علیزہ کو سب کی نظروں میں گرانے کے لئے ایسی حرکت کر گزرے گی۔

مجھے ڈنکی نامی لڑکے کی آمد پر حقیقتاً شاک لگا تھا میں نہیں سمجھتا تھا کہ علیزہ جیسی لڑکی کسی لڑکے سے دوستی کر سکتی ہے وہ تو ایک گہری نظر سے سرخ پڑ جاتی تھی مجھے بہت دکھ ہوا تھا اس بات پر لیکن جب اس لڑکے نے کہا کہ وہ اس کا نیٹ فرینڈ ہے تو میں چونکا، علیزہ کو تو کمپیوٹر آن تک

کرنا نہیں آتا تھا اور پھر اس کے پاس کوئی ذاتی کمپیوٹر بھی نہ تھا سجان

صاحب کے ہاں اپنے لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے میں نے اس

سے اس کے متعلق پوچھا تھا کہ اسے کمپیوٹر سے کوئی دلچسپی ہے یا نہیں

تب اس نے بتایا تھا کہ بازغہ نے اسے سکھانے کا وعدہ کیا ہے پھر

سجان صاحب کمپیوٹر لے آئے دو ایک بار اس نے ماؤس کو پکڑ کر ادھر

اُدھر کیا اور پھر چھوڑ دیا تھا یہ کہہ کر کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔

پھر میں نے بازغہ کی طرف دیکھا اس نے مجھے چونکتے دیکھا تھا اور

نظریں چرالی تھیں اب وہ میرا دھیان بٹانا چاہتی تھی لیکن جب علیزہ

آئی تو سچ اس کے چہرے پر لکھا تھا میں نے اس کی آنکھوں میں حیرت

غصہ بے بسی سب کو یکجا ہو کر آنسوؤں میں بدلتے دیکھا۔

میں بے حد الجھ گیا تھا اس لڑکے کو علیزہ نے نہیں بلایا تھا وہ اس کا نام

جانتا تھا اس نے علیزہ کی تصویر اپنے پاس ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو وہ

کون تھا جس نے علیزہ کا نام استعمال کیا تھا۔؟

وہ کھانے پر بھی نہیں آئی تھی میں نے دو دن بعد بازغہ کا میل باکس بالکل غیرارادی طور پر چیک کیا تھا ایک بار اس نے مجھے کوڈ بتایا تھا میرے ذہن میں بازغہ کا خیال نہ تھا نہ میں سمجھتا تھا کہ بازغہ اتنی دور تک جا سکتی ہے بھلا اسے علیزہ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی لیکن دشمنی...... مگر اس کے میل باکس میں ڈنکی کی میل موجود تھی۔

ڈئیر علیزہ تم اپنی تصویر سے زیادہ خوبصورت ہو لیکن خود ہی بلا کر پھر تم مکر کیوں گئیں؟ تو بازغہ؟ مجھے دھچکا سا لگا تھا بہت شدید لیکن کیوں؟ مجھے اس سوال کا جواب نہیں مل رہا تھا اور میں بازغہ سے بھی بات نہیں کر رہا تھا میں نے موبائل آف کر رکھا تھا۔

اس روز مجھے علیزہ کے شناختی کارڈ کی ضرورت پڑ گئی تھی سبحان

صاحب نے کہا تھا میں اس کی کاپی انہیں فیکس کر دوں ۔ میں لینے گیا تو علیزہ اپنے کالج اور بازغہ یونیورسٹی جا چکی تھی آنٹی میرے ساتھ علیزہ کے کمرے میں آئی تھیں اور دراز دیکھ رہی تھیں میں کتابوں کے ریک کے پاس رک گیا اور کتابین اٹھا کر دیکھنے لگا تھا۔

کتابوں کے درمیان ہی سیاہ جلد والی وہ ڈائری تھی یہ غیر اخلاقی حرکت تھی لیکن میں نے اسے کھولا جو صفحہ میرے سامنے تھا اس کی پہلی لائن تھی۔

بازغہ کہتی ہے شہزاد مجھ سے محبت کرنے لگا ہے لیکن یہ بھلا کیسے ممکن ہے۔؟

میں نے یک دم ڈائری بند کر دی آنٹی نازو کے بلانے پر مجھے دوسری دراز دیکھنے کا کہہ کر فون سننے چلی گئیں شناختی کارڈ دوسری دراز سے مل گیا تھا میں ڈائری اور کارڈ لے کر باہر آ گیا آنٹی لاؤنج میں فون پر

بات کرنے میں مصروف تھی۔

آنٹی کارڈ مل گیا میں جا رہا ہوں۔

اوکے اللہ حافظ!

آنٹی نے ذرا کی ذرا مڑ کر مجھے دیکھا تھا میں ڈائری لے کر گھر آ گیا

علیزہ نے اپنی ساری کیفیات اس میں لکھ رکھی تھی وہ ساری باتیں جو

بازغہ اس سے کہتی رہی تھی وہ میں نے کبھی نہیں کہی تھیں تو بازغہ نے ایسا

کیوں کیا۔؟

بازغہ شاید مجھے بے وقوف بنا رہی ہے ایک جگہ علیزہ نے لکھا تھا لیکن یہ

کیسے ہو سکتا ہے کہ مجھ جیسی عام اور معمولی شکل و صورت کی لڑکی سے۔

اور بازغہ اسے بے وقوف بنا رہی تھی یہی سچ تھا۔

اور یہ اچھا نہیں ہوا بازغہ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا میں کبھی کبھی

شہزاد کے متعلق غیر ارادی طور پر سوچنے لگی ہوں بازغہ کہتی ہے مجھے

ان سے محبت ہو گئی ہے شاید وہ سچ ہی کہتی ہے۔

تو یہ تھی وجہ بازغہ علی کی نفرت اور دشمنی کی وہ اپنے جال میں خود پھنس گئی تھی جوں جوں میں ڈائری پڑھتا گیا میرا دل بازغہ سے متنفر ہوتا گیا میں نے علیزہ کے لئے اپنے دل میں بہت ہمدردی محسوس کی میں بہت صاف گو آدمی ہوں مجھے ایسی چالا کیوں اور فریب سے نفرت ہے میرا دل بازغہ سے بے زار ہو گیا تھا اسی دوران میں اسے بتائے بغیر کراچی چلا گیا اور وہاں بھی مسلسل سوچتا رہا کیا بازغہ ایسی مکار لڑکی کے ساتھ زندگی کا سفر طے کیا جا سکتا ہے وہ جب سے مجھ سے منسوب ہوئی تھی میں نے اس کا بہت خیال رکھا تھا اس کے احساسات کا اس کی خواہشات کا اور بازغہ............

میں بہت اپ سیٹ تھا ایسے میں بازغہ کی آمد نے مجھے اور بھی بے زار کر دیا میں نے اس سے کہا میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں زندگی کا سفر

اکٹھے طے کرنا ہے یا نہیں اور اپنی بات کا ردِ عمل جو اس کی آنکھوں اور

پھر چہرے پر مجھے نظر آیا وہ مجھے اندر تک ہلا گیا میں نے اس کی آنکھوں

میں حیرت اور بے یقینی دیکھی پھر اس کی آنکھوں کو بجھتے اور چہرے کو

چیختے دیکھا اس کے اندر کہیں بہت ٹوٹ پھوٹ ہو رہی تھی یہ سچ تھا کہ

وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہے پھر جس طرح اور جس حالت میں وہ

میرے آفس سے باہر نکلی تھی مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ کچھ کر نہ لے میں

کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا۔

کیا اس لڑکی کے ساتھ زندگی گزاری جا سکتی ہے؟ میں نے سوچا۔

اور میرے دماغ نے کہا۔ نہیں............اس پر اعتبار نہیں کیا جا

سکتا۔

لیکن دل نے کہا۔ اس لڑکی نے تم سے شدید محبت کی ہے اور پھر

تمہارے والدین اور اس کے والدین کا کیا قصور ہے؟

تب میں نے فیصلہ کیا میں اس کی حماقتوں اور بے وقوفی کی سزا نہیں نہیں دے سکتا مجھ میں ہمت نہ تھی کہ میں اماں اور ابا کی خوشیوں کو ملیا میٹ کر دیتا وہ کتنی خوشی سے میری شادی کی تیاریاں کر رہے تھے۔

میں فیصلہ کر کے اٹھا اس نے علیزہ کے ساتھ اچھا نہیں کیا تھا لیکن میرے دل نے اس کے لئے معافی کی گنجائش نکال لی تھی بہر حال میں نے اس سے محبت کی تھی اور محبت میں تو رعایتیں خود بخود نکل آتی ہیں میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس سے کہوں گا وہ علیزہ سے اس سب کی معافی مانگے جو اس نے اس کے ساتھ کیا علیزہ اعلیٰ ظرف لڑکی ہے وہ یقیناً اسے معاف کر دے گی رہی میری محبت کی بات تو میں علیزہ کو کسی روز سب کچھ سمجھا دوں گا وہ یقیناً ایسی لڑکی تھی کہ اس سے محبت کی جا سکتی تھی اگر باز غہ میری زندگی میں شامل نہ ہو چکی ہوتی تو شاید علیزہ جیسی لڑکی کی ہمراہی میرے لئے باعثِ فخر ہوتی۔

میں نے فیصلہ کرنے اور پھر گاڑی باہر نکالنے میں دیر نہیں لگائی تھی میں اس بے وقوف لڑکی سے کچھ بھی توقع کر سکتا تھا مجھے یہ اندازہ ہرگز نہ تھا کہ وہ یوں کرے گی جب میں نے لاؤنج میں قدم رکھا تو میں نے بازغہ کی چلاتی آواز سنی تھی وہ علیزہ پر برس رہی تھی۔ میں اسے روکنا چاہتا تھا منع کرنا چاہتا تھا لیکن پتا نہیں کیوں میں لمحہ بھر کو رک گیا بازغہ اور ممامیری طرف پیٹھ کیے کھڑی تھیں جب کہ علیزہ میرے سامنے تھی۔

زرد چہرہ، کپکپاتے لب بھیگی پلکیں لیے بار بار کچھ کہنے کے لئے منہ کھول رہی تھی میں ساکت کھڑا اسے دیکھ رہا تھا کہ بازغہ کی آواز آئی کھاؤ قسم کے تمہیں شہری سے محبت نہیں ہے۔

اس نے نظریں اٹھائیں اور اسی وقت اس کی نظریں میری نظروں سے ملیں ان نظروں میں لمحہ بھر کو جیسے بجلی کوندی تھی رنگوں نے عجب طرح

سے ہولی کھیلی تھی ان آنکھوں میں پھر وہ نظریں جھک گئیں اور میرا دل میرے سینے میں زور زور سے پھڑ پھڑ ایا اور میں نے بازغہ کو کہتے سنا۔

تم بھلا کیسے قسم کھا سکتی ہو جب کہ تم اس سے محبت کرتی ہو وہ عجیب طرح سے ہنسی تھی اور تم اس گمان میں مت رہنا کہ وہ تم سے محبت کرنے لگا ہے تم جیسی معمولی شکل وصورت والی لڑکی سے تم ہو اس کی محبت کے قابل؟

آنٹی اسے روک رہی تھیں لیکن وہ تو خود بخود شیرنی بنی ہوئی تھی۔

بولو نا کھاؤ نا قسم۔

علیزہ کی نظریں پھر اٹھی تھیں ہونٹ پھڑ پھڑائے تھے۔

اس کی نظروں نے پھر مجھے اپنے حصار میں لیا۔

اور پھر میں نے اسے لڑکھڑاتے اور ہاتھ پھیلاتے دیکھا لیکن میرے پاؤں جیسے پتھر کے ہو گئے بازغہ پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر تیز تیز چلتے ہوئے

اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی آنٹی نے علیزہ کو اونچی آواز میں پکارا تو میں چونکا اور تیزی سے ان کی طرف لپکا۔

علیزہ.........علیزہ.........آنکھیں کھولو۔

میں نے اس کے رخسار تھپتھپائے مجھے لگا جیسے میری کائنات لٹ رہی ہو جیسے علیزہ کی اس آخری نظر نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

علیزہ! تم ہی تو چاہے جانے کے قابل ہو، تم ہو ایسی کہ تمہیں چاہا جائے میرا دل مسلسل کہہ رہا تھا۔

میں تمہیں چاہتا ہوں آج اس لمحے سے تمہاری محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں لیکن وہ کہاں میرے دل کی آواز سن رہی تھی۔

ہاں وہ لمحہ جب اس نے نظر اٹھا کر مجھے دیکھا تھا اور میں نے اس کی آنکھوں میں اپنی محبت کے رنگ دیکھے تھے اور پھر میں نے اس کے پھڑ پھڑاتے لبوں کو دیکھا اس کے چہرے پر بکھری بے بسی کو دیکھا وہ

میری محبت سے انکار کرنے کا جھوٹ نہیں بول سکتی تھی اور سچ بھی اس کے لبوں سے نہیں نکل رہا تھا۔

ہاں میں نے اس لمحے اس کے لئے اپنے دل میں محبت ہی محبت محسوس کی۔

اور کیوں کی۔ تو اس لئے کہ وہ اس قابل تھی چاہے جانے کے لائق۔

میں، میں نے مسلسل چھ دن اس کے سرہانے کھڑا ہو کر اسے پکارا۔

اس کی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اس کے خوبصورت ہونٹوں کو تکتے ہوئے۔

علیزہ ایک بار آنکھیں کھول دو میں تمہاری عزتِ نفس کو بحال کروں گا میں تمہیں اپناؤں گا تمہیں محبت دوں گا۔

وہ ساری محبت جس کی کہانیاں بازغہ تم سے کہتی رہی تھی میں اس سارے جھوٹ کو سچ کر دوں گا بلکہ وہ سچ ہو چکا میں نے اس کے لئے

اتنی دعائیں کیں کہ میرے ہونٹ تھک گئے میرا حلق خشک ہوگیا اور میں ہی نہیں اور بھی تو کئی لوگ اس کے لئے دعا گو تھے۔

پھر اللہ نے ہماری دعا سن لی۔

علیزہ نے آنکھیں کھول دیں لیکن وہ چلی گئی اس ملک سے۔میری زندگی سے۔

اس نے کہا۔

شہزاد! میری خواہش ہے کہ میں آپ کے سامنے کبھی نہ آؤں۔

اس نے مجھ سے التجا کی اور میں نے وہ سارے پیپرز جو سجان صاحب کے ساتھ مشترکہ بزنس کے لئے سائن کیے تھے پھاڑ دیئے کہ میں اس کی التجا نہیں ٹھکرا سکتا تھا۔

اس نے کہا۔

میں بازغہ کی محبت چھین کر خوش نہیں رہ سکوں گی۔

اس نے میری شادی کی آفر رد کر دی اور اپنی طرف جانے والا ہر راستہ بند کر دیا وہ جو بازغہ کے کہنے پر مجھ سے محبت کرنے لگی تھی اس نے اپنی محبت کو اپنے اندر کہیں دفن کر لیا۔

وہ کس قدر اعلیٰ ظرف تھی اور بازغہ اس کے سامنے کتنی چھوٹی اور بونی سی لگنے لگی تھی مجھے اپنی تمام تر ظاہری خوبصورتیوں کے باوجود دنیا میرے لئے بے رنگ ہو گئی تھی

علیزہ! یہ تم نے کیا کیا۔ مجھے اسیر کر کے اپنی زندگی سے دور کر دیا۔

میں دن رات اس کے لئے تڑپتا ہوں اماں ابا میری شادی کرنا چاہتے تھے اور میں میں کیا چاہتا تھا میں کس سے کہتا۔ ماں نے آنٹی کو صاف صاف بتا دیا میں بازغہ کے لئے دل میں کوئی جگہ نہیں پاتا۔ جو کچھ اس نے علیزہ کے ساتھ کیا اس کے بعد میں شاید بازغہ کو خوش نہ رکھ سکوں۔

آنٹی نے کچھ نہیں کہا مگر سر جھکائے روتی رہیں اور میں نے ملک چھوڑ

دیا۔

اماں اور ابا کے روکنے کے باوجود میں علیزہ سے محبت کرتے ہوئے

بازغہ کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتا علیزہ کی محبت میری رگوں میں

خون بن کر دوڑ رہی ہے۔

میں نے شہری کی ڈائری کے ان اوراق کو اتنی بار پڑھا ہے کہ مجھے لفظ

لفظ ازبر ہو گیا ہے اور میں اسے دہراتی رہتی ہوں۔

شہزاد علیزہ۔

علیزہ اور شہزاد۔

علیزہ نے شہزاد سے محبت کی اور شہزاد نے علیزہ سے محبت کی۔

میں نے بازغہ نے کیا کیا۔

محبت یا حسد، میں اپنی محبت کی خود قاتل ہوں میں نے اپنے ہاتھوں

اپنی محبت کھوئی۔

شہزاد نے کہا وہ اپنے دل میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں پاتا میں اس کے دل سے اتر چکی ہوں۔

یہ سزا ہے میری غلط سوچ ناعاقبت اندیشی اور بے جا حسد کی۔

علیزہ نے مجھے معاف کر دیا ہے مجھے یقین ہے اگر وہ معاف نہ کرتی تو شہزاد سے شادی کر لیتی لیکن شہزاد، اس نے مجھے معاف نہیں کیا وہ مجھے معاف نہیں کرے گا لیکن پھر بھی مجھے اس کا انتظار ہے شاید کبھی وہ اپنا دل اتنا بڑا کر لے کہ اپنے دل میں نہ سہی اپنے قدموں میں ہی جگہ دے دے۔

بھلے دل میں صرف علیزہ کو ہی رکھے۔

ہاں تو میں کہہ رہی تھی۔

ایک تھا شہزاد ایک تھی علیزہ۔

دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

لیلن شہری نے علیزہ سے جب محبت کی تو وہ اس کی زندگی سے نکل گئی

ہے نا عجیب بات۔

تو ایک تھا شہزادہ ایک تھی علیزہ۔

ختم شد